العُروةُ فِی مَناسِكِ الحَجِّ و العُمرَة

فتاویٰ حج و عمرہ

(حصہ یازدہم)

تالیف

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون:32439799

نام کتاب	:	العُرْوَةُ فِیْ مَنَاسِكِ الحَجِّ وَ العُمْرَة ''فتاویٰ حج وعمرہ''
تصنیف	:	شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ
تصحیح ونظر ثانی	:	مفتی محمد شہزاد قادری عطاری و متخصّصین فی الفقہ
سن اشاعت	:	شوال المکرّم 1438ھ۔ جولائی 2017ء
سلسلۂ اشاعت نمبر	:	279
تعداد اشاعت	:	5500
ناشر	:	جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون:32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں
https://t.me/tehqiqat
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے
https://
archive.org/details/
@zohaibhasanattari

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

فہرست مضامین

میقات

سفر

متفرق

پیش لفظ

حج اسلام کا اہم رُکن ہے جس کی ادائیگی صاحبِ استطاعت پر زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے، اس کے بعد جتنی بار بھی حج کرے گا نفل ہوگا اور پھر لوگوں کو دیکھا جائے تو کچھ تو زندگی میں ایک ہی بار حج کرتے ہیں کچھ دو یا تین بار، اقل قلیل ایسے ہوتے ہیں جن کو ہر سال یہ سعادت نصیب ہوتی ہے۔ لہٰذا حج کے مسائل سے عدم واقفیت یا واقفیت کی کمی ایک فطری امر ہے۔ پھر کچھ لوگ تو اِس کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے، دوسروں کی دیکھا دیکھی ایسے افعال کا ارتکاب کرتے ہیں جو سراسر ناجائز ہوتے ہیں اور کچھ علماء کرام کی طرف رُجوع کرتے ہیں مناسکِ حج وعمرہ کی تربیت کے حوالے سے ہونے والی نشستوں میں شرکت کرتے ہیں پھر بھی ضرورت پڑنے پر حج میں موجود علماء یا اپنے ملک میں موجود علماء سے رابطہ کر کے مسئلہ معلوم کرتے ہیں۔ اور پھر علماء کرام میں جو مسائل حج وعمرہ کے لئے کُتُبِ فقہ خصوصاً مناسک حج و عمرہ کا مطالعہ رکھتے ہیں وہ تو مسائل کا صحیح جواب دے پاتے ہیں اور جن کا مطالعہ نہیں ہوتا وہ اِس سے عاجز ہوتے ہیں، اور ایسی صورت میں بعض تو اپنے قیاس سے مسائل بتا دیتے ہیں حالانکہ مناسک حج وعمرہ توقیفی ہیں۔ ہمارے ہاں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے زیرِ اہتمام نور مسجد میٹھادر میں پچھلے کئی سالوں سے ہر سال باقاعدہ تربیت حج کے حوالے سے نشستیں ہوتی ہیں، اِسی لئے لوگ حج وعمرہ کے مسائل میں ہماری طرف کثرت سے رجوع بھی کرتے ہیں، اکثر تو زبانی اور بعض تحریری جواب طلب کرتے ہیں اور کچھ مسائل کہ جن کے لئے ہم نے خود بھی اپنے ادارے میں قائم دارالافتاء کی جانب رُجوع کیا تھا اور کچھ مفتی صاحب نے ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء اور ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء کے سفرِ حج میں مکہ مکرمہ میں تحریر

فرمائے۔ پھر ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۸ء اور ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء کے سفر حج میں اور کچھ کراچی میں مزید فتاویٰ تحریر ہوئے، اس طرح ہمارے دارالافتاء سے مناسک حج وعمرہ اور اس سفر میں پیش آنے والے مسائل کے بابت جاری ہونے والے فتاویٰ کو ہم نے علیحدہ کیا اور اُن میں سے جن کی اشاعت کو ضروری جانا اس مجموعے میں شامل کر دیا اور چھ حصے اس سے قبل شائع کئے جو ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء تک کے فتاویٰ تھے بعد کے فتاویٰ کو جب جمع کیا گیا تو ضخامت کی وجہ سے اُن میں سے کچھ فتاویٰ حصہ ہفتم میں ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء پھر حصہ ہشتم ۱۴۳۴ھ/۲۰۱۳ء میں شائع کئے گئے اور پھر حصہ نہم میں ۱۴۳۴ھ/۲۰۱۳ء اور ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء کے فتاویٰ ۱۴۳۶ھ/ ۲۰۱۵ء میں شائع کئے۔ اب ۱۴۳۷/ ۲۰۱۵ء کہ جس میں مفتی صاحب قبلہ کسی مجبوری کی وجہ سے حج کے لئے نہ جا سکے لیکن لوگ فون پر اور نیٹ پر ان سے یا حاجیوں کے عزیز جو کراچی میں تھے وہ بالمشافہ ان سے رابطہ کر کے مسائل حج معلوم کرتے رہے آپ کچھ زبانی دیئے اور کچھ تحریری جوابات لکھتے رہے وہ فتاویٰ اور ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء میں دوران حج لکھے گئے فتاویٰ کو ترتیب دیا گیا۔ جس میں مفتی محمد شہزاد قادری عطاری نے تخصّص فی الفقہ کی جماعت کے ساتھ ان فتاوی کی نصوص کی تصحیح اور نظر ثانی فرمائی اور فتاویٰ کو مفتی محمد شہزاد اور تحریر فتوی کی تربیت حاصل کرنے کے لئے آنے والے علماء کرام نے ٹائپ کیا اللہ تعالی ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اس طرح دو حصے دسواں اور گیارھواں تیار ہوئے

جن میں سے گیارہواں حصہ اس ماہ یعنی جولائی میں ''جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان'' اپنے سلسلۂ اشاعت کے ۲۷۹ ویں نمبر پر شائع کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کی کاوش کو قبول فرمائے اور اسے عوام وخواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین

فقیر محمد عرفان ضیائی

خادم جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

العُروةُ فِی مَنَاسِكِ الحَجِّ و العُمْرَة

فتاویٰ حج و عمرہ

حج

حج قران کا احرام باندھنے پر کب دو دم لازم آتے ہیں؟

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کہ وہ کونسی صورت ہے کہ جس میں میقات سے گزرنے کے بعد حج قرآن کا احرام باندھنے پر دو دم لازم آتے ہیں؟
(السائل: ایک حاجی از مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں ایک شخص بغیر احرام کے میقات سے گزرا پھر اس نے حج کا احرام باندھا اور حرم میں داخل ہو گیا اور پھر اُس نے عمرہ کے احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لی تو اِس صورت میں اُس پر دو دم لازم آئیں گے یعنی اگر وہ میقات کو واپس نہیں لوٹا تو دو دم دے گا چنانچہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ کہتے ہیں:

و أما لو جاوز الميقات و أحرم بحج ثم دخل الحرم فأحرم بعمرة، يلزمه دمان بالاتفاق۔ (۱)

یعنی، اگر میقات سے بغیر احرام کے گزر گیا پھر حج کا احرام باندھا پھر حرم میں داخل ہوا اور اس نے عمرہ کا احرام باندھا تو بالاتفاق اُس پر دو دم لازم ہیں۔
علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبد اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:

إن أحرم بالحج من الحلّ، و بالعمرة من الحرم أو بهما من الحرم فعليه دمان۔ (۲)

یعنی، آفاقی نے حج کا احرام حل سے اور عمرہ کا احرام حرم سے یا دونوں کا

۱۔ المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب في جزاء الجنايات و كفارتها، فصل في جناية القارن و من بمعناه، ص ۵۷۲

۲۔ لباب المناسك مع شرحه للقاري، باب في جزاء الجنايات، فصل في جناية القارن و من بمعناه، ص ۵۷۲

احرام حرم سے باندھا تو اس پر دو دم ہیں۔
اور فقیہ حسین بن محمد سعید مکی حنفی متوفی ۱۳۶۶ھ لکھتے ہیں:

قال ابن الهمام في تعليل الدّمَين: فليس كلاهما للمجاورة، بل الأول لها، و الثاني لترك ميقات العمرة، فإنه لما دخل مكة التحق بأهلها، و ميقاتهم في العمرة الحلّ اه داملا أخوند جان۔ (۳)

یعنی، ابن ہمام نے دو دموں کی تعلیل میں فرمایا کہ دونوں دم بغیر احرام کے میقات سے گزرنے کی وجہ سے نہیں ہیں بلکہ پہلا دم اس لئے ہے اور دوسرا میقاتِ عمرہ کے ترک کرنے کی وجہ سے ہے کیونکہ جب وہ مکہ مکرمہ داخل ہوا تو وہاں کے اہل سے لاحق ہو گیا اور ان کی عمرہ میں میقات حل ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الثلاثاء، ٦ ذوالحجة ١٤٣٧هـ۔ ٧ سبتمبر ٢٠١٦ م 966-F

حج میں خصوصاً رفث، فسوق اور جدال سے منع کیوں؟

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ قرآنِ کریم میں ہے: ﴿فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ (٤) قرآنِ کریم میں ان تین کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیوں آیا ہے جبکہ گناہ تو اور بھی ہیں۔
(السائل: علامہ مہتاب، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: علامہ سنان الدین یوسف بن عبد اللہ اماسی رومی حنفی، متوفی ۱۰۰۰ھ نے یہی سوال ذکر کرنے کے بعد اس کی جو حکمت تحریر فرمائی، وہ یہ ہے:

۳۔ إرشاد الساري إلى مناسك ملّا علي القاري، باب جزاء الجنايات، فصل في جناية القارن و من بمعناه، تحت قوله: لمجاوزة الميقاتين، ص ۵۷۲

٤۔ البقرة: ۲/۱۹۷

فإن قيل:ما الحكمة فی أن الله تعالٰی ذكر هذه الألفاظ الثلاث،هي:الرفث والفسوق والجدال من غير زيادةٍ ونقصان؟

فالجواب:أنه ثبت فی العلوم القطعية أن للإنسان أربع قوىً:قوة شهوانية بهيمية،وقوة غضبية سبعية،وقوة وهمية شيطانية،وقوةعقليةملكية والمقصود من الحج قهرالقوى الثلاث الأولى،فقوله: ﴿فَلا رَفَثَ﴾ إشارة إلى قهر القوى الشهوانية،وقوله:﴿وَلَافُسُوقَ﴾ إشارة إلى قهر القوى الغضبية التي توجب المعصية والتمرّد، وقوله ﴿وَلاجِدَالَ﴾ إشارة إلى قهرالقوى الوهمية التي تحمل الإنسان على الجدال فی ذات الله تعالى و صفاته وأفعاله و أحكامه و أسمائه، فلمّا كان سبب الشّرّ محصوراً فی هذه الأمورالثلاثة لاجرم، لم يذكر معها غيرها،كذا فی "التفسير الكبير" (٥)

یعنی،پس اگر کہا جائے اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تین الفاظ ذکرفرمائے:رفث،فسوق اورجدال،نہ زیادہ اورنہ ہی کم؟

جواب:علوم قطعیہ میں یہ ثابت ہے کہ انسان کے لئے چار قوتیں ہیں۔جانوروں والی قوتِ شہوانی،درندوں والی قوتِ غضب،شیطانی قوتِ وہمیہ اورفرشتوں والی قوتِ عقلیہ،اورحج سے مقصود پہلی تین قوتوں پرغالب آنا ہے۔پس اللہ تعالیٰ کا فرمان:﴿فَلاَ رَفَثَ﴾ شہوانی قوتوں پرغالب آنے کی طرف اشارہ ہےاور﴿وَ لا فُسُوقَ﴾ اس قوت غصبیہ پرغالب آنے کی طرف اشارہ ہے،جومعصیت اورسرکشی کا موجب ہےاور﴿وَلاجِدَالَ﴾میں اس قوتِ وہمیہ پرغالب آنے کی طرف اشارہ ہے،جوانسان کواللہ تعالیٰ کی ذات وصفات،افعال،احکام اوراسماء میں جھگڑنے پرابھارتی ہے جبکہ شر کا

٥۔ تحذيرالمسلمين من مائة باب من أبواب الحرام المسمى تبيين المحارم،الباب الرابع عشر:في الرفث والفسوق والجدال فی الحج،ص١٠٠

سبب یقیناًان تین اُمور میں محصور ہےتواللہ عزّ وجلّ نے ان کے ساتھ کسی اور چیز کا ذکرنہیں فرمایا۔اس طرح "تفسیرِ کبیر"(٦) میں ہے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

ذو الحجة ١٤٣٦هـ، ستمبر ٢٠١٥ م 967-F

متمتع کاعمرہ کے بعداحرام کھولے بغیرحج کااحرام باندھنا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک شخص حجِ تمتع کے ارادے سے حج کے مہینوں میں احرام باندھ کرمکہ مکرّمہ پہنچتا ہے وہاں عمرہ ادا کر کے وہ احرام نہیں کھولتا اور بغیراحرام کھولے حج کی نیّت سے تلبیہ کہہ لیتا ہے پھروہ حج ادا کرتا ہے اب دس تاریخ کواس کے بعد وہ حلق کرواسکتا ہے یااس پرواجب ہے کہ وہ تمتع کی قربانی کر کے احرام کھولے اوراس کا حج کونسا حج کہلائے گا؟

(السائل:خالد،کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں عمرہ ادا کر کے حلق کروانا لازمی نہیں ہے بلکہ اگر وہ عمرہ کرنے کے بعداحرام میں ہی رہتاہےاورافعال حج کی ادائیگی کے لئے روانہ ہونے سے قبل حج کا احرام باندھ لیتا ہےتو وہ متمتع ہے۔چنانچہ علاّمہ عثمان بن علی زیلعی حنفی متوفی ٧٤٣ھ کے حوالے سےعلاّمہ نظام الدین متوفیٰ ١١٦١ھ اورعلماء ہندکی ایک جماعت نے لکھا:

"والإحرام من الميقات ليس بشرط للعمرة ولا للتمتع حتى لو أحرم بها من دويرة أهله أو غيرها جاز وصار متمتعاً وكذا الحلق بعد الفراغ منها ليس بحتم بل له الخيار إن شاء تحلّل، وإن شاء بقي محرماً حتى يحرم بالحج كذا في "التبيين" (٧)

٦۔ التفسير الكبير، سورة البقرة: ١٩٧، ٣١٩/٥/٢

٧۔ الفتاوى الهندية،كتاب المناسك،الباب السابع في القران والتمتع، ٢٣٨/١

یعنی، میقات سے احرام باندھنا عمرے کے لئے شرط نہیں اور نہ ہی تمتع کے لئے شرط ہے (بلکہ دونوں کے لئے واجب ہے) یہاں تک کہ اگر عمرے کا احرام اپنے اہل کے گھروں سے یا اس کے غیر سے باندھا تو جائز ہے اور وہ متمتع ہو جائے گا (اگرچہ میقات سے احرام ترک کرنے کی وجہ سے اس پر دم لازم آئے گا) اسی طرح عمرہ سے فارغ ہو کو حلق کروانا واجب نہیں ہے بلکہ اسے اختیا ہے چاہے (حلق یا تقصیر کے ذریعے) احرام کھول دے یا احرام میں باقی رہے یہاں تک کہ حج کا احرام باندھے اسی طرح "تبیین الحقائق" (۸) میں ہے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

يوم الإثنين، ٥ ذوالحجة ١٤٣٧هـ۔ ٦ سبتمبر ٢٠١٦م 968-F

وزٹ ویزہ پر حج ادا کرنا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ کچھ افراد ایام حج میں وزٹ ویزہ حاصل کرتے ہیں اور اس ویزہ پر سعودی عرب پہنچ جاتے ہیں اور ان ایام میں صرف حج ادا کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں اور اس ویزہ پر وہ حج بھی ادا کرتے ہیں اور سعودی گورنمنٹ کی جانب سے اس ویزے پر حج وعمرہ ممنوع ہے اسی لئے ہر سال بہت لوگ پکڑے جاتے ہیں اور پھر انہیں جیل میں ڈال دیا جاتا ہے پھر واپس بھیج دیا جاتا ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ اس ویزہ پر حج کرنا شرعاً کیسا ہے؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: سعودی گورنمنٹ جو وزٹ ویزہ جاری کرتی ہے اس ویزہ پر واضح الفاظ میں تحریر ہوتا ہے کہ غیر صالح للحج و العمرة یعنی

٨۔ تبيين الحقائق، كتاب الحج، باب التمتع، تحت قوله: وهو أن يحرم إلخ، ٣٣٨/٢

یہ ویزہ حج وعمرہ کے لئے قابل استعمال نہیں ہے۔ بس یہی وجہ ہے کہ وزٹ ویزہ پر حج کرنے والوں کو ہر سال پکڑا جاتا ہے اور انہیں پابندِ سلاسل بھی کیا جاتا ہے اور ان کے سعودی عرب میں چند سالوں تک داخلے پر پابندی بھی لگائی جاسکتی ہے جس میں ایک مسلمان کی بے عزّتی اور تذلیل ہے جو قانونی جرم کے ارتکاب کا نتیجہ ہے اور اس کا ذمہ دار وہ شخص خود ہوتا ہے کہ وہ اس قانونی جرم کا ارتکاب کرتا ہے اور اپنے آپ کو ذلّت پر پیش کرتا ہے۔

چنانچہ امام اہلسنّت امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

کسی قانونی جرم کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو بلاوجہ ذلّت وبلا کے لئے پیش کرنا شرعاً بھی جرم ہے۔ كما استفيد من القرآن المجيد والحديث (جیسا کہ قرآن مجید اور حدیث پاک سے معلوم ہوا۔ت) (۹)

لہٰذا ایسا کرنا درست نہیں ہے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

يوم الأربعاء، ٧ ذوالحجة ١٤٣٧هـ۔ ٨ سبتمبر ٢٠١٦م 969-F

بغیر احرام مکہ آنے والے آفاقی کا حج قران

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص میقات سے بغیر احرام کے گزرا پھر اس نے قران کا احرام باندھ لیا اور وہ میقات کو واپس بھی نہ لوٹا اسی حال میں مکہ مکرمہ پہنچ گیا اس صورت میں اُس ایک دم لازم آئے گا یا دو دم؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں اس پر صرف ایک دم ہی لازم آئے گا چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں۔

إذا جاوز الميقات بغير إحرام ثم قرن أي أحرم بعمرة و حجّة بعد

٩۔ فتاوى رضويه، كتاب الحظر والإباحة، ٥٨١/٢٣

المجاوزة من غير المعاوَدَة فعليه دم واحد (١٠)

یعنی، جب میقات سے بلا احرام گزرا پھر قران کیا یعنی میقات سے گزر کر میقات کولوٹے بغیر عمرہ اور حج کا احرام باندھا تو اس پر ایک دم ہے۔

کیونکہ اس نے جس ممنوع سے ارتکاب کیا وہ بلا احرام میقات سے گزرنا تھا چنانچہ ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

لأن محظوره هذا قبل تلبُّسه بإحرامهما، مع أنه لا يحب على من وصل الميقات إلا أن يحرم بأحدهما (١١)

یعنی، کیونکہ اس کا یہ محظور اس کے حج وعمرہ کا احرام باندھنے سے قبل ہے باوجود اس کے کہ جو شخص میقات کو پہنچا اس پر صرف دونوں میں سے کسی ایک کا احرام واجب ہے۔

اور قارن کے لیے شرط نہیں ہے کہ وہ میقات سے احرام باندھے چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

وليس من شرط القارن أن يحرم بهما من الميقات (١٢)

یعنی، قارن کے لیے شرط نہیں ہے کہ وہ عمرہ اور حج کا احرام میقات سے باندھے۔

اس پر تو یہ واجب ہے کہ جب وہ میقات سے گزرے تو عمرہ حج یا عمرہ یا حج کا احرام باندھے، چنانچہ ملاعلی قاری حنفی لکھتے ہیں:

بل الواجب عليه عند مجاوزة الميقات أن يحرم بهما بأحدهما

١٠۔ لباب المناسك و شرحه المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب في جزاء الجنايات و كفاراتها، افصل في جناية القارن ومن بمعناه، ص٥٧٢

١١۔ المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب في جزاء الجنايات و كفاراتها، فصل في جناية القارن ومن بمعناه، ص ٥٧٢

١٢۔ المسلك المتسقط في المنسلك المتوسط، باب الحيض الجنايات و كفاراتها، فصل في جناية القارن ومن بمعناه، ص: ٥٧٢

بتخيير فيهما (١٣)

یعنی، بلکہ میقات سے گزرتے وقت اس پر واجب ہے کہ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کا احرام باندھے اور اس نے میقات سے گزرتے وقت احرام نہ باندھا تھا جس کی وجہ سے اس پر ایک دم لازم آیا۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

يوم الأربعاء، ١٤ ذوالحجة ١٤٣٧هـ۔ ١٥ سبتمبر ٢٠١٦م F-970

کامل حاجی کسے کہتے ہیں؟

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کامل حاجی کسے کہتے ہیں؟

(السائل: محبوب جیلانی، کھارادر، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: ایسا حاجی جو حج کو اس کے جملہ ارکان و واجبات، سنن و آداب کے ساتھ ادا کرے، محظورات سے بچے، پراگندہ بال اور غبار آلود اور اس سے خوشبو نہ آتی ہو تو اسے کامل حاجی کہا جاتا ہے۔ امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۵ھ، حافظ علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ، ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، امام ابوبکر عبداللہ بن محمد ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت کرتے ہیں:

"عن ابن عمر جاء رجل إلى النبي صلىٰ الله تعالىٰ عليه وآله وسلم قال: يا رسول الله فما الحاج؟ قال "الشَّعِثُ التَّفِلُ" (١٤)

١٣۔ المسلك المقتسط في المنسلك المتوسط، باب في جزاء الجنايات و كفارانها، فصل في جنايه القارن ومن بمعناه، ص٥٧٢

١٤۔ سُنَن ابن ماجة، كتاب المناسك، باب: مايوجب الحجّ، برقم: ٢٨٩٦، ٣/٤١٣

سُنَن الدار قطني، كتاب الحجّ، برقم: ٢٣٩٧، ١/٢/١٩٤

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کی یا رسول اللہ ﷺ حاجی کون ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: الشَّعِثُ التَّفِلُ" (جس کے سر کے بال کھلے ہوں اور خوشبو نہ لگی ہو)۔

اس حدیث شریف کے تحت امام ابوالبرکات مبارک بن محمد جزری متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں:

إنما أراد أن صفة الحاج على من يطلق؟ فلذلك أجاب النبی ﷺ بالصفة التی إذا لابسها الإنسان سمّی حاجاً وهی الشَّعِثُ التَّفِلُ"

یعنی، سائل نے اس سے حاجی کی صفت کا ارادہ کیا کہ اس کا اطلاق کس پر ہوگا؟ پس اس وجہ سے نبی کریم ﷺ سے جواب میں وہ صفت بیان فرمائی جب کوئی اسے اپنا لے تو اسے حاجی کہا جائے اور وہ صفت "الشَّعِثُ التَّفِلُ" ہے۔

اور لکھتے ہیں:

"وهذا الجواب و إن كان مجازًا فی تعریف الحاج " لأنّ الشَّعِثُ التَّفِلُ" لیسا من الأوصاف المقومة للحج كالأحرام والوقوف والطواف والسعی ولكن أراد النبیﷺ بذلك أن ملابس أمور الحج الذی یأتی بها فإنما یكون كامل الحج إذا أكمل فرائضها و سنتها ولأن من قصد باب الله تعالى راغبًا فی حظ أو زاره طامعاً فی قرب مزاره و فصل جواره فالأجدر به وأن یكون خاضعاً مسكیناً فقیرا إلى رحمته مسكینا مظهراً للذلة والفاقة ،هاجراً للدعة والنعمة، فلذلك قال علیه السلام الشَّعِثُ التَّفِلُ" (۱۵)

السُّنَن الكبری، كتاب الحجّ،باب الرجل یطیق المشی إلخ،برقم:۸۶۳۷،۵۴۰/۴،وباب الحاجّ أشعث أغبرإلخ، برقم: ۹۱۱۰،۹۳/۵

المصنّف لابن شیبة، كتاب الحج، باب متی یجب الرجل إلخ، برقم ۱۰۹۴۶، ۷۵۳/۸

۱۵۔ الشافی فی شرح مسند الشافعی ،كتاب الحج والعمرة ،الباب الأول فی وجوب الحج و العمرة ،الفصل الأول فی وجوب الاستطاعة، ۲۳۰/۳

یعنی، یہ جواب حاجی کی تعریف میں اگرچہ مجاز ہے، کیونکہ "الشعث" اور "التفل" حج کو قائم کرنے والے اوصاف میں سے نہیں ہے مثل احرام، وقوف، طواف اور سعی کے، لیکن نبی کریم ﷺ نے اُن امور کا ارادہ فرمایا کہ جن کی ادائیگی سے بندہ کامل حاجی ہوتا ہے جب کہ حج کے فرائض اور سُنَن کو ادا کرے اور اس لئے کہ جو شخص اپنے گناہوں کو مٹانے میں رغبت اور اُس کے مقام زیارت کے قُرب اور اُس کی جوارِ رحمت کی فضیلت میں طمع کرتے ہوئے اللہ تعالی کے بابِ رحمت کا قصد کرے تو اس کے لائق یہ ہے کہ وہ خضوع (دل کی حاضری) کرنے والا مسکین اللہ تعالی کی رحمت کی طرف محتاج ہو۔ ذِلّت اور فاقے کو ظاہر کرتے ہوئے سختی اور نعمتوں کو چھوڑنے والا ہو، اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "الشَّعِثُ التَّفِلُ"

اور شیخ الاسلام مخدوم ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

تزین محرم بدن خود را زیرا نکہ وارد شدہ است در حدیث "الحاج الشعث التفل" یعنی حاج کامل کسی ست کہ موئی ژولیدہ چرک آلودہ باشد۔ (۱۶)

یعنی، محرم کا اپنے بدن کی زینت کرنا مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ "الحاج الشَّعِثُ التَّفِلُ" یعنی، کامل حاجی وہ ہے جو پراگندہ بال اور غبار آلودہ ہو۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم السبت، ۱۷ ذوالحجة ۱۴۳۷ھ۔ ۱۸ سبتمبر ۲۰۱۶ م F-971

حرام مال سے حج کرنے کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی

۱۶۔ حیلة القلوب فی زیارة المحبوب،باب اول دربیان احرام،فصل ہفتم دربیان مکروہات تنزیہیہ احرام ،ص ۹۰

شخص حرام مال سے حج ادا کرتا ہے تو کیا اُس کا حج ادا ہوجائے گا؟

(السائل: محبوب جیلانی، کھارادر کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: علامہ سنان الدین یوسف بن عبداللہ اماسی رومی حنفی متوفی ۱۰۰۰ھ لکھتے ہیں:

ومن حجّ بمال حرام هل يصحّ حجه أم لا؟فعند أحمد رحمه الله تعالىٰ لا يصحّ ويجب عليه أن يعيد الحج ثانياً بمالٍ حلالٍ، وعند الثلاثة يصحّ حجّه يعني يسقط عنه الفرض و لا يجب عليه الإعادة، لكن لايكون مبروراً، لأن الشراط فی کون الحج مبروراً الاجتناب عن كلّ ما نهى الله تعالىٰ مع أداء الحج بشروطه و أركانه و واجباته وسننه و آدابه (۱۷)

یعنی، جو شخص حرام مال سے حج کرے تو کیا اس کا حج صحیح ہو جائے گا یا نہیں؟ پس امام احمد علیہ الرحمہ کے نزدیک حج درست نہیں اور اُس پر واجب ہے حلال مال کے ساتھ حج کا اعادہ کرے اور آئمہ ثلاثہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی علیہم الرحمہ) کے نزدیک اس کا حج درست ہو جائے گا یعنی اُس سے حج فرض ساقط ہو جائے گا لیکن وہ حج مبرور (یعنی مقبول) نہیں ہوگا کیونکہ حج کے مقبول ہونے کی شرط ہے کہ ہراس سے اجتناب کرے کہ جس سے اللہ تعالی نے منع فرمایا ہے باوجود حج کو اس کی شرائط، ارکان، واجبات، سنن اور آداب کے ساتھ ادا کرنے کے۔

اور امام ابومنصور محمد بن مکرم کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

ومذهب أحمد رحمة الله ان من حج بمال مغصوب لم يجز حجه أصلاً،ولم يخرج عن عهدة الحج،وهو من المجتهدين وأئمة أهل السنة و الجماعة، ليحترز الحاج عن الحرام بقدر الإمكان و كذا

۱۷۔ تبیین المحارم،الباب الرابع عشر،الرفث و الفسوق والجدال فی الحجّ،ص۱۰۱

كل ما فيه شبهة الحرام لقوله ﷺ: "دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ"، ولقول الصحابة رضى الله عنهم: كنّا ندع تسعة أعشار من الحلال مخافة الوقوع فی عشر من الحرام،وقد قال ﷺ: "مَنِ اشْتَرىٰ ثَوْباًبعشرة دراهم ،فی ثمنه درهم حرام لم يقبل الله صلاته مادام عليه شئ (۱۸)

یعنی، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا مذہب ہے کہ بے شک جس نے غضب شدہ مال سے حج کیا تو اس کا حج اصلاً جائز نہ ہوا اور وہ عہدۂ حج (یعنی فرض) سے نہ نکلا، اور وہ یعنی امام احمد مجتہدین اور آئمہ اہلسنت والجماعت میں سے ہیں، اس لئے حرام سے حتی الامکان بچا جائے اسی طرح اس سے بھی بچا جائے جس میں حرام کا شبہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اُسے چھوڑ دے جو تجھے شک میں ڈالے، اس کی طرف جو تجھے شک میں نہ ڈالے۔(۱۹) یعنی، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس قول کی وجہ سے کہ ہم نو دسویں حصے اس خوف سے چھوڑ دیتے تھے کہ کہیں ایک دسویں حصے حرام میں نہ پڑ جائیں۔ اور امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ نے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے دس درہموں میں کپڑا خریدا اور اس کی قیمت میں ایک درہم حرام (مال کا) تھا تو اللہ تعالی اُس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں فرمائے گا جب تک اس کے جسم پر اُس کپڑے میں سے کچھ ہے۔(۲۰)

اور امام حافظ ابوالقاسم سلمان بن احمد نے طبرانی متوفی ۳۶۰ھ نے روایت کیا کہ

۱۸۔ المسالك فی المناسك،فصل فی ترتیب الزاد و نفقة، ۱/۱۵۷۔۱۵۸

۱۹۔ سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة الخ باب الحج، برقم: ۲۰۱۸، ۳/۳۹۰

سنن النسائی، کتاب الأشربة، باب الحث علی ترك الشبهات، برقم ۵۲۰۱۸، ۴/۸/۳۴۴

۲۰۔ المسند للامام أحمد، ۲/۹۸

عـن أبـی هـريـرـة قال:قال رسول الله ﷺ إذا خرج الرجل حاجاً
بنفقة طيبة و وضع رجله فی الغرز، فنادی: لبيك اللهم لبيك، ناداه
مـنادٍ من السماء لبيك و سعديك، زادك حلال و راحلتك حلال و
حـجّك مبـرورٌ غيـرمأزورٍ، وإذا خرج بالنفقة الخبيثة،فوضع رجله
فـی الـغـرز۔فنادی لبيك اللهم لبيك،ناداه منادٍ من السماء، لالبيك
و لاسعديك،زادك حرام،و نفقتك حرام،و حجّك غير مبرورٍ (۲۱)

یعنی،حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: کوئی شخص جب حلال پاک مال سے حج کے لئے نکلتا ہےاور رکاب میں
پاؤں رکھتا ہےاور کہتا ہے: لبیک اللھم لبیک، آسمان سے پکارنے والا پکارتا
ہے لبیک وسعدیک تیرا توشہ حلال ہے، اور تیری سواری حلال اور کسی چیز سے
قوت دیئے بغیر تیرا حج مقبول ہےاور جب وہ خبیث مال لے کر نکلتا ہے، پس
وہ رکاب میں پاؤں ڈالتا ہےاور بآواز بلند کہتا ہے: لبیك اللھم لبیك تو
آسمان سے ندا دینے والا ندا دیتا ہے تیرے لئے نہ لبیک اور نہ تیرے لئے
سعادت ہے۔ تیرا توشہ حرام، تیرا نفقہ حرام اور تیرا حج غیر مقبول ہے۔

اور امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ کی روایت ہے:

عـن أبـی هـريـرة قال:قال رسول الله ﷺ:أيها الناس إن الله طيّب
لايـقبـل إلا طيّبـاً،وأن الـله أمر المومنين بما أمر به المرسلين فقال
﴿يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحاً اِنِّیْ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ (۲۲) وقال: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ
مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾ (۲۳) ثـم ذكـر الـرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد

۲۱۔ المعجم الأوسط للطبرانی،من اسمه محمد، برقم: ۵۲۲۸،۴/۴۴

۲۲۔ المئومنون:۲۳/۵۱

۲۳۔ البقرة:۲/۱۷۲

يديه إلی السماء يارِبّ يارِبّ،ومطعمه حرام و شرابه حرام و ملبسه
حرام و غُذی بالحرام فأنی يستجاب لذلك (۲۴)

یعنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی پاک ہے اور وہ پاک چیز کے سوا اور کسی چیز کو قبول
نہیں فرماتا اللہ تعالی نے ایمان والوں کو وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو حکم دیا
ہے اور فرمایا: ''اے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو میں تمھارے
کاموں سے باخبر ہوں'' اور فرمایا: ''اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی چیزوں
سے پاک چیزیں کھاؤ''، پھر آپ نے ایک ایسے شخص کا ذکر فرمایا، جو لمبا سفر
طے کرتا ہے، اس کے بال غبار آلودہ ہیں، وہ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہتا
ہے: ''یا ربّ، یا ربّ اور اس کا کھانا پینا حرام ہو اس کا لباس حرام ہو، اس کی
غذا حرام ہو تو اس کی دعا کہاں قبول ہوگی۔

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

حدیث شریف میں ہے: جو حرام مال لے کر حج کو جاتا ہے، جب لبیک کہتا
ہے ہاتفِ غیب جواب دیتا ہے: ''نہ تیری لبیک قبول نہ خدمت پذیر اور تیرا
حج تیرے منہ پر مردود ہے یہاں تک کہ یہ مالِ حرام کہ تیرے قبضہ میں ہے
، اس کے مستحقوں کو واپس کردے''۔(۲۵)

بہر حال جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا حج مقبول ہو تو اُسے چاہئے کہ حج کے ارکان،
واجبات کی ادائیگی اور محظوراتِ احرام سے اجتناب کے ساتھ گناہوں کے ارتکاب اور حرام
کھانے، پینے، پہننے سے بچے۔ چنانچہ علامہ سنان الدین رومی حنفی لکھتے ہیں:

۲۴۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ،باب قبول الصدقة من الكسب الطيب و تربيتها، برقم: ۲۳۰۹/۶۵-(۱۰۱۵)، ص ۴۵۱

۲۵۔ فتاوی رضویہ، کسب وحصولِ مال، سودی روپیہ سے حج کرنا جائز نہیں ہاں! فرض حج ذمہ سے ادا ہو جائے گا، ۲۳/۵۴۱

والحاصل أن من أراده أن يكون حجه مبروراً فليحج بإقامة أركانه وواجباته وسننه،فليجتنب في الإحرام عن محظورات الإحرام و سائر المعاصي كلّها صغائرها و كبائرهاوليتُب قبل الإحرام عن الذنوب بأداء الفوائت من الفروض والواجبات، وإرضاء الخصوم في حقوق العباد،وليكن طعامه وشرابه ولباسه ومركبه كلها من الحلال إلى أن يحلّل من الإحرام (٢٦)

یعنی، حاصل کلام یہ ہے کہ جو حج مبرور کا ارادہ کرے اُسے چاہیے کہ حج کی اس کے ارکان، واجبات، اور سُنَن کے ساتھ ادائیگی کرے پھر چاہیے کہ احرام سے قبل گناہوں سے فوت شُدہ فرض اور واجبات نماز کی ادائیگی کے ساتھ اور حقوق العباد میں خصم کو راضی کر کے توبہ کرے، لیکن اس کا کھانا، پینا، پہننا اور سواری سب حلال مال سے ہو یہاں تک کہ احرام سے فارغ ہو۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الجمعة، ١١ شوال المکرّم ١٤٣٨ھ۔ ٧ یولیو ٢٠١٧م 972-F

متمتعہ حائضہ حج کا احرام کب باندھے؟

استفتاء: کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ قران والی حائضہ عورت تو وقوف والے دن تک ماہواری کے بند ہونے کا انتظار کرے گی پھر یوم عرفہ آجائے تو اس کا عمرہ رہ جائے گا اور اگر یہی معاملہ حج تمتع والی کو درپیش ہو تو وہ کب تک انتظار کرے؟

(السائل: محمد اقبال الضیائی، مدینہ منورہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں تمتع کی نیت سے

٢٦۔ تبیین المحارم،الباب الرابع عشر،الرفث و الفسوق والجدال فی الحجّ،ص١٠١

آنے والی عورت کے ساتھ اگر ایسا معاملہ ہو جاتا ہے اور اسے یوم عرفہ سے قبل ماہواری کے ختم ہونے کی اُمید نہ ہو تو وہ جب چاہے عمرہ کا احرام کھول کر حج کا احرام باندھ سکتی ہے جیسا کہ امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم سے کیا تھا۔

اور اگر اسے امید ہے کہ یوم عرفہ سے قبل ماہواری بند ہو جائے گی تو اسے منٰی سے عرفات کو نکلنے تک انتظار کرنا ہوگا اگر ختم ہو جائے تو مکہ مکرمہ آکر عمرہ ادا کر کے عرفات کو روانہ ہوگی اور اگر ختم نہیں ہوتی تو عرفات کو روانگی سے قبل منٰی میں ہی عمرہ کے احرام کو چھوڑ دے اور حج کا احرام باندھ لے کیونکہ منٰی حرم میں ہے اور اسے حدودِ حرم سے احرام باندھنا لازم ہے

اور احرام چھوڑنے کی صورت میں اس پر ایام تشریق کے بعد چھوڑے ہوئے عمرہ کی قضاء اور ایک دم لازم آئے گا اور وہ دم جبر ہوگا اور اس پر حج تمتع کا دم جو کہ دم شکر ہے (اور حج قران اور تمتع میں واجب ہے) لازم نہ ہوگا کیونکہ اب وہ متمتعہ نہیں رہی مفردہ ہے اور مفرد بالحج پر حج کی قربانی (یعنی دم شکر) واجب نہیں مستحب ہے

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأحد، ١٨ ذوالحجة ١٤٣٧ھ۔ ١٩ ستمبر ٢٠١٦م 973-F

عمرہ

حائضہ کا عمرہ ادا کرنا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہم لوگ طائف گئے ہمارے ساتھ خواتین میں سے ایک خاتون تھیں جب ہم نے احرام باندھ لیا تو اُسے ماہواری آ گئی اور ہم مکہ مکرمہ آ گئے ہیں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ دو تین دن کے بعد ہماری واپسی ہے اور رکنا نہایت مشکل ہے۔ اس خاتون کی ماہواری ختم نہ ہوگی کہ ہماری روانگی ہو جائے گی کیا اگر یہ اسی حالت میں عمرہ ادا کر لیتی ہے تو اس کا عمرہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں یہ خاتون اگر اسی حالت میں عمرہ ادا کر لیتی ہے تو عمرہ ادا ہو جائے گا اور وہ گنہگار ہو گی اور اس پر دم لازم آئے گا کیونکہ طواف میں پاکی واجبات طواف سے ہے طواف کی شرائط سے نہیں ہے چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:

الأول: الطهارة من الحدث الأكبر والأصغر (۲۷)

یعنی طواف کا پہلا واجب حدثِ اکبر اور حدثِ اصغر سے پاک ہونا ہے۔

اور شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

یکے طہارت بدنی از نجاست حکمیہ اعنی از حدث اکبر و اصغر برابر است کہ طواف فرض باشد یا غیر آن اگر چہ مختلف است کفارت در اداء طواف فرض و غیر آن مع الحدث الأكبر والأصغر (۲۸)

۲۷۔ لباب المناسك، باب أنواع الأطوفة، فصل: في واجبات الطواف ص: ۲۱۳

۲۸۔ حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب سیوم: در بیان طواف و انواع آن، فصل دویم: دربیان شرائط صحۃ طواف، اما واجبات طواف، ص: ۱۹۸

یعنی، ایک واجب بدن کا نجاستِ حکمیہ سے پاک ہونا ہے اس سے میری مراد حدثِ اکبر اور حدثِ اصغر (سے پاک ہونا ہے) چاہے طوافِ فرض ہو یا اس کا غیر اگرچہ حدثِ اکبر اور حدثِ اصغر کے ساتھ ادا کیے گئے فرض طواف اور اس کے غیر طواف کا کفارہ مختلف ہے۔

اور ترکِ واجب کا حکم یہ ہے کہ تارک گنہگار ہوتا ہے جس کے لئے اُسے توبہ کرنا لازم ہے اور کفارہ لازم آتا ہے جسے ادا کرنا واجب ہوتا ہے چنانچہ شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی لکھتے ہیں:

بدانکہ حکم واجبات طواف آنست کہ اگر ترک کرد از انہا یکے را عاصی گردد، واجب باشد بروے اعادۂ طواف مذکور بروجہ کامل و اگر عود نکرد واجب آید دم بروی الخ (۲۹)

یعنی، جاننا چاہیے کہ واجباتِ طواف کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ دیا تو گنہگار ہوگا اور اس پر مذکور طواف کا کامل طریقے سے اعادہ واجب ہوگا اور اگر اعادہ نہ کرے تو دم واجب ہوگا۔

اور گناہ کے لیے سچی توبہ لازم ہے چنانچہ مُلا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

و تدارك إثمه وهو التوبة عن المعصية (۳۰)

یعنی، اسکے گناہ کا تدارک تو وہ معصیت سے توبہ ہے۔

اور شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی لکھتے ہیں:

و مرتفع نگردد آن اثم بغیر توبہ (۳۱)

۲۹۔ حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب: باب سوئم دربیان طواف وانواع آن، فصل دویم دربیان شرائط صحۃ طواف، ص: ۱۱۸

۳۰۔ المسلك المقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنايات، تحت قوله: والإثم، ص: ۴۲۲

۳۱۔ حیات القلوب فی زیارت المحبوب، مقدمة الرسالة، فصل: سیوم، در بیان فرائض و واجبات إلخ، ص: ۴۰

یعنی، وہ گناہ بغیر توبہ کے نہ اُٹھے گا۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ۱۵ ذوالحجۃ ۱۴۳۷ھ۔۱۶ سبتمبر ۲۰۱۶م F-974

دوا کے ذریعے ماہواری روکی عمرہ ادا کیا پھر آ گئی تو حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کہ کسی عورت کو ایام شروع ہوئے تو وہ دوائی کے ذریعے اُسے روک سکتی ہے یا نہیں اور اگر روک لے اور دس روز کے اندر دوبارہ آ جائے اور دسویں روز بند ہو جائے تو اس دوران کئے گئے عمرہ کا کیا حکم ہے؟

(السائل: محمد اقبال ضیائی، مدینہ منورہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں ماہواری کے خون کو دوا وغیرہ سے روکنے کو شرع منع نہیں کرتی کیونکہ فقہاء کرام نے دوا کے ذریعے خون ماہواری کو بند کرنے کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

ولو انقطع دمها أی دم الحائض بدواءٍ أولا أی لا بدواءٍ إلخ (۳۲)

یعنی، اگر حیض والی عورت کا خون دواء کے ساتھ منقطع ہوا یا دواء کے بغیر۔

یہاں پر علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی نے دواء کے ساتھ خون ماہواری کے بند ہونے کا تذکرہ کیا اس پر تو تبصرہ نہیں فرمایا پھر شارح ملّا علی قاری حنفی نے شرح میں بھی اس کا کوئی حکم ذکر نہیں کیا اور محشّی قاضی حسین بن محمد سعید مکی حنفی نے اس پر کوئی حاشیہ بھی تحریر نہیں کیا جس سے معلوم ہوا کہ دوائی کے ذریعے خون حیض بند کرنا ممنوع نہیں ہے۔

اور شرط یہ ہے کہ طبّی اور جسمانی طور پر اُن کے لئے اس دوا کا استعمال یا ماہواری کو روکنا مضر نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

۳۲۔ لباب المناسك و شرحه المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنایات و أنواعها، النوع الخامس: الجنابات فی أفعال الحج، فصل: حائض طهرت إلخ، ص ۶۹۶

﴿وَلَا تُلقُوا بِاَیدِیکُم اِلیٰ التّھلُکَۃِ﴾ الآیۃ (۳۳)

ترجمہ: اور اپنے ہاتھوں ہلاک میں نہ پڑو (کنزالایمان)

لہٰذا اگر بے ضرر دواؤں سے ماہواری آنے سے قبل ہی اُسے روکا جائے یا آنے کے بعد، یہ روکنا بھی نقصان دہ نہ ہو اور اس سے عورتوں کو عبادت کا زیادہ موقع ملے تو شرع اس سے منع نہیں کرتی اور خواتین کا یہ سوچنا کہ ہمیں ماہواری آ گئی ہے تو ہم عبادت نماز، عمرہ، طواف وغیرہ سے روک دی گئی ہیں یہ ایک نفسیاتی امر ہے ورنہ ماہواری آ جانے سے اُن کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفساً اِلَّا وُسعَھَا﴾ الآیۃ (۳۴)

ترجمہ: اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ (کنزالایمان)

اور پوچھے گئے مسئلے کا حکم یہ ہے کہ جب اُس نے دواء کے ذریعے حیض کو روکا، جب حیض رُک گیا تو اُس نے عمرہ ادا کر لیا پھر دس دن کے اندر دوبارہ خون آ گیا اور دس دن کے اندر یا دس دن پورے ہونے پر بند ہو گیا تو اس دوران کیا گیا طواف حالتِ ماہواری میں قرار پائے گا گویا کہ اُس نے حالتِ ماہواری میں عمرہ ادا کیا ہے۔ تو جب تک مکہ مکرمہ میں ہے ماہواری سے پاک ہونے کے بعد اس طواف کا اعادہ کر لے اور اگر اعادہ کر لیتی ہے تو حالتِ ماہواری میں طوافِ عمرہ ادا کرنے پر جو جزاء لازم آئی تھی وہ ساقط ہو جائے گی، چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

وعلیها أن تعید طاهرةً مادام بمکة فإن أعاد سقط ماوجب۔ (۳۵)

یعنی، اس پر لازم ہے کہ فارغ ہو کر اس کا اعادہ کر لے اگر اعادہ کر لیتی ہے تو اس پر سے وہ ساقط ہو گیا جو واجب ہوا۔

۳۳۔ البقرۃ:۲/۱۹۰

۳۴۔ البقرۃ:۲/۲۸۶

۳۵۔ لباب المناسك مع شرحه للقاری، باب الجنایات و أنواعها، النوع الخامس: الجنایات فی أفعال الحج، فصل: حائض طهرت فی آخر إلخ، ص ۴۹۶

اور یہی افضل ہے جیسا کہ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر حنفی متوفی ۵۹۳ھ نے (۳٦) میں لکھا ہے

اور فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اس صورت میں توبہ لازم ہے چنانچہ ملّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

وعليها التوبة من جهة المعصية (۳۷)

یعنی: اس پر معصیت کی جہت سے توبہ لازم ہے۔

اور اس صورت میں سعی کا اعادہ مستحب ہے واجب نہیں ہے اگر وہ سعی کا اعادہ نہیں کرتی تو اس پر کچھ لازم نہیں آئے گا اس کو صاحب ''ہدایہ'' نے ''صحیح'' قرار دیا ہے یہی شمس الائمہ سرخسی اور امام محبوبی کا مختار ہے جیسا کہ "لباب االمناسك" اور اس کی ''شرح'' میں ہے۔ (۳۸)

واللّٰه تعالى أعلم بالصواب

ذی الحجة ۱٤۳٦ھ، سبتمبر ۲۰۱۵ م 975-F

عمرہ کے لئے جاتے وقت کسی غیر محرمہ کو محرمہ بنانا کیسا؟

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سعودی حکومت کی طرف سے پابندی ہے کہ چالیس (40) سال سے کم عمر شخص عمرے کا سفر بغیر محرمہ کے نہیں کرسکتا تو کچھ لوگ جھوٹے رشتے بنا کر یعنی کسی غیر محرمہ عورت کو اس کی محرمہ بنا کر ویزہ لگواتے ہیں۔ ایسا کرنا شرعاً کیسا ہے؟

(السائل: محمد عرفان الضیائی میٹھادر، کراچی)

۳٦۔ هداية المبتدى مع الهداية، كتاب الحج، باب الجنايات، فصل ومن طاف طواف القدوم إلخ ۱۔۲/۱۹۹

۳۷۔ المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط، باب الجنايات و أنواعها، النوع الخامس: الجنايات فى أفعال الحج، فصل: حائض طهرت إلخ، ص٤۹٦

۳۸۔ لباب المناسك و المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط، باب الجنايات أنواعها، فصل فى طواف العمرة، ص ۵۰۱

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: یاد رہے کہ عمرہ نہ فرض ہے اور نہ واجب اور عمرہ کے لئے جانے کی غرض سے جھوٹے رشتے بنانا، جو شرعاً اور قانوناً ممنوع ہیں اور اس میں ایک تو جھوٹ ہے کہ ایک غیر محرمہ کو اپنی محرمہ بتایا جاتا ہے اور جھوٹ کی شناعت قرآنِ کریم سے ثابت ہے اور اس کی مذمت پر احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء وارد ہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عليكم بالصّدق، فإن الصّدق يهدى إلى البرّ، وإن البرّ يهدى إلى الجنّة، وما يزال الرّجل يصدق ويتحرّى الصدق حتى يكتبَ عند الله صديقاً، وإيّاكم والكذبَ، فإن الكذبَ يَهدى إلى الفُجورِ، وإن الفُجورَ يهدى إلى النّار، وما يزال الرّجل يكذب ويتحرّى الكذب حتى يكتب عند الله كذاباً۔ (۳۹)

یعنی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: صدق کو لازم کرلو، کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ (عزّ وجلّ) کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ فُجور کی طرف لے جاتا ہے اور فُجور جہنم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ (عزّ وجلّ) کے نزدیک کذّاب لکھ دیا جاتا ہے۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی، متوفّٰی ۱۳٦۷ھ جھوٹ کی مذمّت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جھوٹ ایسی بری چیز ہے کہ ہر مذہب والے اس کی برائی کرتے ہیں تمام

۳۹۔ صحيح مسلم، كتاب البر...إلخ، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله، برقم: ٦۷۳۲/۱۰۵-(۲٦۰۷)، ص۱۲۵۵

ادیان میں یہ حرام ہے اسلام نے اس سے بچنے کی بہت تاکید کی، قرآن مجید میں بہت مواقع پر اس کی مذمت فرمائی اور جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت آئی۔ حدیثوں میں بھی اس کی برائی ذکر کی گئی۔(٤٠)

اور یہ قانوناً بھی جرم ہے، اوراس کے بارے میں امام اہلسنت امام احمد رضا خان حنفی، متوفی ۱۳۴۰ھ، لکھتے ہیں:

کسی قانونی جُرم کا ارتکاب کرکے اپنے آپ کو بلاوجہ ذلّت و بلا کے لئے پیش کرنا شرعاً بھی جرم ہے کما استفید من القرآن المجید والحدیث (جیسا کہ قرآن مجید اور حدیث پاک سے معلوم ہوا)۔(٤١)

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأحد، ٤ ذوالحجة ١٤٣٧هـ۔ ٥ سبتمبر ٢٠١٦م F-976

٤٠۔ بہارِ شریعت، جھوٹ کا بیان، ۳/۱۲/۵۱۵

٤١۔ فتاویٰ رضویہ، کتاب الحضر والاباحۃ، ۲۳/۸۱

میقات

جدہ سے حج یا عمرہ کے ارادے سے بلا احرام مکہ آنے والے کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ جدہ سے بغیر احرام کے حج یا عمرہ کے ارادے سے آنے والے اگر مسجدِ عائشہ سے آکر احرام باندھ لیں تو ان پر کوئی دم لازم آئے گا؟

(السائل: سیّد عبداللہ بن علاّمہ سیّد محمد اعجاز نعیمی، مدینہ منورہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: یاد رہے کہ جدہ میقات کے اندر واقع ہے اور ان لوگوں کی میقات حِلّ ہے چنانچہ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

ومن کان داخل المیقات فوقته الحلّ معناه الحلّ الذی بین المواقیت إلخ۔" (٤٢)

یعنی، جو میقات کے اندر ہے اس کی (حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے لیے) میقات حلّ ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ حلّ جو مواقیتِ (خمسہ) اور حرم کے درمیان ہے۔

جب یہ لوگ حج یا عمرہ کے ارادے سے مکہ مکرّمہ آئیں گے تو اپنے گھر سے احرام باندھیں گے۔ چنانچہ علامہ ابو منصور محمد بن مکرم کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

لکن من دویرة أهله أفضل لقوله تعالی ﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ (٤٣) قال عمر و علی رضی الله عنهما: إتمامها أن

٤٢۔ الهداية، کتاب الحج، فصل: والمواقیت التی لایجوز إلخ، ١-٢/١٦٣

٤٣۔ البقرة ٢/١٩٦

يحرم بهما من دويرة أهله (٤٤)

یعنی، لیکن اپنے گھر سے احرام باندھنا افضل ہے کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے ''اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو۔'' (کنزالایمان) حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کا پورا کرنا یہ ہے ان دونوں کا احرام اپنے گھر سے باندھے۔

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی لکھتے ہیں:

"و كذا قال علی و ابن مسعود رضی الله تعالىٰ عنهما" (٤٥)

یعنی، اسی طرح حضرت علی اور ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے۔

اور اگر وہ لوگ حج یا عمرہ کے اراد سے مکہ مکرمہ آتے ہیں مگر اپنے گھروں سے احرام نہیں باندھتے تو ان کو اپنی میقات سے احرام باندھنا لازم ہوگا کہ ان کی میقات حلّ ہے۔ اور امام برہان الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ اکبر حنفی متوفی ٦٧٣ھ لکھتے ہیں: فميقاته الحلّ (٤٦) اس کی شرح میں صدر الشریعہ اصغر عبید اللہ بن مسعود بن محمود محبوبی حنفی متوفی ٧٤٧ھ لکھتے ہیں:

أی من هو داخل المواقيت، لكنّه خارج الحرم (٤٧)

یعنی، جو مواقیت کے اندر ہے لیکن مکہ سے خارج ہے تو اس کی میقات حلّ ہے یعنی حرم سے خارج۔

پس انہیں چاہئے کہ وہ حرم کی حدود میں داخل ہونے سے قبل احرام باندھ لیں اگر نہیں باندھتے اور بلا احرام حدود حرم میں داخل ہوتے ہیں اور حرم میں آ کر احرام باندھ کر عمرہ ادا کر لیتے ہیں تو اُن پر دم لازم آئے گا چنانچہ علّامہ ابراهیم بن محمد بن ابراهیم حلبی متوفی ٩٠٦ھ لکھتے ہیں:

من جاوز الميقات غير محرم ثم أحرم لزمه دم (٤٨)

٤٤۔ المسالك فی المناسك، فصل فی ميقات أهل مكة وأهل المواقيت، ١/٣٠٤
٤٥۔ الهداية، كتاب الحج، فصل: والمواقيت إلخ، ١-٢/١٦٣
٤٦۔ وقاية الرواية
٤٧۔ شرح الوقاية كتاب الحج، شروط الحج، ٢/٣٠٠
٤٨۔ ملتقى الأبحر مع شرحه، كتاب الحج، باب مجاوزة الميقات بلا إحرام، ص ٢١٢

یعنی: جو شخص میقات سے بلا احرام گزر گیا پھر احرام باندھا تو اُسے دم لازم ہوگیا۔

اور علّامہ قاضی حسین بن محمد سعید مکّی حنفی متوفی ١٣٦٦ھ لکھتے ہیں:

فعلى من كان حنفيًّا منهم أن يحرم بالحج قبل أن يدخل الحرم، وإلا فعليه دم لمجاوزة الميقات بغير إحرام۔ (٤٩)

یعنی، تو ان میں سے جو حنفی ہے اُس پر لازم ہے کہ حرم میں داخل ہونے سے قبل حج (یا عمرہ) کا احرام باندھ لے ورنہ اس پر بغیر احرام میقات سے گزرنے کا دم لازم آئے گا۔

اور جب یہ لوگ مکہ مکرّمہ آ کر احرام باندھ کر عمرہ ادا نہیں کرتے بلکہ احرام باندھ کر حدود حرم سے باہر جاتے ہیں اور وہاں جا کر تلبیہ کہہ لیتے ہیں تو ان پر لازم آنے والا دم ساقط ہوجائے گا چنانچہ علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ٩٧٠ھ لکھتے ہیں:

من جاوز آخر المواقيت بغير إحرام ثم عاد إليه و هو محرم ولبى فيه سقط عنه الدم الذی لزمه بالمجاوزة بغير إحرام لأن قد تدارك مافاته (٥٠)

یعنی، جو آخری میقات سے بلا احرام گزر گیا پھر اس کی طرف لوٹا حالانکہ وہ محرم تھا اور اُس نے تلبیہ کہی تو اس سے وہ دم ساقط ہوگیا جو اسے بغیر احرام گزرنے پر لازم آیا تھا کیونکہ اُس نے اُس کا تدارک کرلیا جو اُس سے فوت ہوا تھا۔

اور اگر بلا احرام میقات کو جائے یعنی مسجد عائشہ سے جا کر احرام باندھے تو بطریق اُولی

٤٩۔ إرشاد الساری إلى مناسك الملّا على القاری، باب المواقيت، فصل فی الصنف الثانی، تحت قوله: إذا لم يريدوا، إلخ، ص ١١٦
٥٠۔ البحرالرائق، كتاب الحج، باب مجازة المقات بغير إحرام، تحت قوله: من جاوز الميقات إلخ ٣/٨٥

دم ساقط ہوجائیگا چنانچہ علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں:

وإشـاره إلـى أنـه لـو عـاد بـغيـر إحـرام منه فـإنـه يسقط الدم بـالأولـى،لأنـه أنشـأ التلبية الواجبة عند ابتداء الأحرام، ولهذا كان السقوط متفق عليه۔ (٥١)

یعنی، پس اس طرح اشارہ فرمایا اگر وہ بغیر احرام لوٹتا ہے اور وہاں سے احرام باندھتا ہے تو بطریق اُولی دم ساقط ہوجائے گا کیونکہ اس نے تلبیہ جو کہ واجب ہے اُسے ابتداء احرام میں کہا ہے لہذا سقوط دم متفق علیہ ہوگیا۔

اور جان بوجھ کر بغیر احرام کے میقات سے گزرنے کا گناہ باقی رہا اس کی سبیل سچی توبہ ہے چنانچہ شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

لیکن چوں ترک کرد بطریق تعمّد آثم باشد اگرچہ دم دھد ومرتفع نگردد آں آثم بغیر توبہ۔(٥٢)

یعنی، لیکن جب جان بوجھ کر (واجب) ترک کیا گناہگار ہوگا اگرچہ دم دے دے وہ گناہ توبہ کے بغیر نہ اُٹھے گا۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

يوم السبت، ٣ ذوالحجة ١٤٣٧هـ۔ ٤ سبتمبر ٢٠١٦م 977-F

حل کے رہنے والے کا بلا احرام مکہ مکرمہ آنا

اور مسجد عائشہ سے احرام باندھنا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ اکثر جدہ

٥١۔ البحر الرائق، كتاب الحج، باب مجاوزة الميقات بغير إحرام، تحت قولة: من جاوز الميقات إلخ، ٨٥/٣

٥٢۔ حياة القلوب فی زيارة المحبوب،مقدمة الرساله،فصل سوم در بيان فرائض و واجبات و سنن إلخ،ص ٤٥

والے بغیر احرام کے حج یا عمرہ کے ارادے مکہ مکرمہ آجاتے ہیں پھر احرام باندھ کر اگر مسجدِ عائشہ جاتے ہیں تو ان لوگوں کا یہ فعل کیسا ہے ان پر کچھ لازم آئے گا یا نہیں؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ جدہ حِل میں واقع ہے اور وہاں کے رہنے والے کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ جب حج یا عمرہ کے ارادے سے مکہ مکرّمہ آئیں تو اپنے گھر سے احرام باندیں کہ ان کے حق میں افضل یہی ہے۔ چنانچہ علاّمہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۰ھ لکھتے ہیں:

ومن دويرة أهلهم أفضلُ (٥٣)

یعنی: اپنے گھروں سے احرام باندھنا افضل ہے۔

اور اگر نہیں باندھتے تو ان کو اپنی میقات سے احرام باندھنا لازم ہوگا یعنی حدود حرم میں داخل ہونے سے قبل کیونکہ ان کی میقات حلّ ہے۔ جب کہ وہ حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتے ہوں۔ چنانچہ علاّمہ رحمت اللہ سندھی لکھتے ہیں:

فوقتهم الحلّ للحج والعمرة (٥٤)

یعنی، ان کی میقات حلّ ہے۔

انہیں چاہئے کہ وہ حرم کی حدود میں داخل ہونے سے قبل احرام باندھ لیں اگر نہیں باندھتے اور بلا احرام حدودِ حرم میں داخل ہوتے ہیں اور حرم سے احرام باندھ کر عمرہ ادا کرلیتے ہیں تو اُن پر دم لازم آئے گا چنانچہ علاّمہ ابراھیم بن محمد بن ابراھیم حلبی متوفی ۹۰۶ھ لکھتے ہیں:

من جاوز الميقات غير محرم ثم أحرم لزمه دم (٥٥)

یعنی، جو شخص میقات سے بلا احرام گزر گیا پھر احرام باندھا تو اس پر دم لازم ہوگیا۔

٥٣۔ لباب المناسك مع شرحه للقاری،باب المواقيت ،فصل فی الصنف الثانی ،ص ١١٦

٥٤۔ لباب المناسك مع شرحه للقاری،باب المواقيت ،فصل فی الصنف الثانی ،ص ٩٢

٥٥۔ ملتقى الأبحر مع شرحه ،كتاب الحج ،باب مجاوزة الميقات بلا إحرام، ص: ٢١٢

اور علّامہ قاضی حسین بن محمد سعید مکّی حنفی متوفی ۱۳۶۶ھ لکھتے ہیں:

فعلى من كان حنفيّا منهم أن يحرم بالحج قبل أن يدخل الحرم ،وإلا فعليه دم لمجاوزة الميقات بغير إحرام۔ (٥٦)

یعنی: تو ان میں سے جو حنفی ہے اس پر لازم ہے کہ حرم میں داخل ہونے سے قبل حج (یا عمرے) کا احرام باندھ لے ورنہ اس پر بغیر احرام میقات سے گزرنے کا دم لازم آئے گا۔

اور جب یہ لوگ مکہ مکرّمہ آ کر حل والوں کی میقات کو جائیں گے یعنی حدودِ حرم سے باہر جا کر احرام باندھیں گے تو دم ساقط ہو جائے گا۔ چنانچہ ملّا نظام حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی ایک جماعت نے لکھا:

وإن عاد إلى الوقت محرماً قال أبو حنيفة رحمه الله إن لبّى سقط عنه و عندهما يسقط فى الوجهين۔ (٥٧)

اور علّامہ قاضی حسین بن محمد سعید حنفی مکّی لکھتے ہیں:

لأن العود إلى الميقات مع التلبية مسقط لدم المجاوزة (٥٨)

یعنی: کیونکہ تلبیہ کے ساتھ میقات کو لوٹنا بغیر احرام کے میقات سے گزرنے کے دم کو ساقط کرنے والا ہے۔

اور جان بوجھ کر بغیر احرام کے میقات سے گزرنے کا گناہ باقی رہا اس کی سبیل سچی توبہ ہے چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

لیکن چوں ترک کرد بطریق تعمّد آثم باشد اگر چہ دم دھد و مرتفع نگردد آں

٥٦۔ إرشاد السارى إلى مناسك الملّا على قارى، باب المواقيت، فصل فى الصنف الثانى، تحت قوله: إذا لم يريد و انُسُكاً، ص ١١٦

٥٧۔ الفتاوى الهنديّه، كتاب المناسك، باب العاشر فى مجاوزة الميقات بغير إحرام، ٢٥٣/١

٥٨۔ إرشاد السارى إلى مناسك الملّا على قارى، باب المواقيت، فصل فى الصنف الثانى تحت قوله: إذا لم يريد وانُسُكاً، ص:١١٧

اثم بغیر توبہ۔(٥٩)

یعنی: لیکن جب جان بوجھ کر (واجب) ترک کیا گنا ہگار ہوگا اگر چہ دم دے دے وہ گناہ توبہ کے بغیر نہ اُٹھے گا۔

لہٰذا ان لوگوں کا حج یا عمرہ کے ارادے سے بلا احرام مکہ مکرمہ آنا درست نہیں ہے۔ اور اگر احرام باندھنے کے لئے یہ لوگ حدودِ حرم سے باہر چلے جاتے ہیں تو ان پر سے دم ساقط ہو جائے گا ورنہ دم لازم آئے گا اور گناہ گار بہر صورت ہوں گے کیونکہ ان لوگوں ایک واجب کو ترک کیا ہے جس کے لئے توبہ کرنی ہوگی جیسا کہ مندرجہ بالا عبارت سے ثابت ہے۔

واللّٰہ تعالى أعلم بالصواب

يوم الجمعة، ٢٣ ذوالحجة ١٤٣٧هـ۔ ٢٤ سبتمبر ٢٠١٦م F-978

٥٩۔ حياة القلوب فى زيارة المحبوب، مقدمة الرسالة، فصل سوم در بيان فرائض و واجبات و سنن الخ، ص ٤٥

طواف

حالت ماہواری میں ادا کئے گئے طوافِ عمرہ کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ساتھ ایک خاتون نے دوروز قبل عمرہ ادا کیا ہے جب اُس نے عمرہ کا احرام باندھا تھا تو اس وقت اُسے ماہواری کے آثار بھی نہ تھے اور وہ دوائی لے رہی تھی دورانِ طواف اُسے محسوس ہوا کہ ماہواری کا خون آ رہا ہے اور اُس نے ابھی دو چکر ہی ادا کئے تھے پھر اُس نے وضو کیا اور اسی حال میں عمرہ ادا کرلیا اب دوروز بعد اُن کی وطن واپسی ہے ماہواری ابھی بند نہیں ہوئی اور نہ ہی روانگی سے قبل بند ہونے کا کوئی امکان ہے۔ اس صورت میں وہ کیا کرے اور اس پر کیا لازم ہوگا؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: یاد رہے ماہواری کی مدت کم از کم تین روز ہے چنانچہ علامہ عبداللہ بن احمد نسفی حنفی متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں:

وأقله ثلاثة أيام وأكثره عشرة (٦٠)

"الوقاية الرواية" میں ہے:

وأقلّه ثلاثة أيام ولياليها وأكثره عشرة (٦١)

اگر اس سے کم ہو تو وہ ماہواری نہیں استحاضہ یعنی بیماری ہے چنانچہ علامہ نسفی حنفی لکھتے ہیں:

فما نقص من ذلك أو زاد استحاضة (٦٢)

٦٠۔ كنز الدقائق، كتاب الطهارة، باب الحيض، ص: ٨

٦١۔ وقاية الرواية مع شرحه و حاشية عبدة الرعاية، كتاب الطهارة، باب الحيض و النفاس، ٤٩٩/١٠

٦٢۔ كنزالدقائق، كتاب الطهارة، باب الحيض، ص: ٨

یعنی، جو اس سے کم ہو یا زیادہ ہو وہ استحاضہ ہے۔

اور اس پر ماہواری والے احکام مرتّب نہیں ہوتے۔ چنانچہ علامہ مظفر الدین احمد بن علی ابن الساعاتی حنفی متوفی ۶۹۴ھ لکھتے ہیں:

فتلحق بالطاهرات (٦٣)

یعنی، پس وہ (یعنی استحاضہ والی عورت حکم میں) پاک عورتوں کے ساتھ لاحق ہوگی۔

اور عمرہ کو دوروز گزر چکے ایک دن اور دیکھ لے اگر خون جاری رہتا ہے تو یقیناً یہ خون ماہواری کا خون تھا اور اگر تین روز مکمل ہونے سے قبل بند ہو جاتا ہے تو اس پر کچھ لازم نہیں آئے گا۔

بشرطیکہ اُس نے وہ طواف ایک نماز کے وقت کے اندر ہی مکمل کرلیا ہو کیونکہ وہ معذور کے حکم میں بھی اور معذور کا وضو نماز کا وقت ختم ہونے سے خود بخود ختم ہو جاتا ہے

تین دن تک جاری رہنے کی صورت میں بھی اس کا عمرہ درست ہوگیا اور اس پر پاک ہونے کے بعد طواف کا اعادہ اور توبہ لازم آئی اور اعادہ نہ کرنے کی صورت میں ایک دم اور توبہ لازم آئی چنانچہ علامہ عالم بن العلاء انصاری دہلوی حنفی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں:

فنقول: إذا طاف للعمرة محدثاً أو جنباً فما دام بمكة يعيد الطواف، فإن رجع إلى أهله ولم يعدففى المحدث تلزمه شاة وفى الجنب القياس أن تلزمه بدنة، وفى الاستحسان: تكفيه شاة (٦٤)

یعنی، ہم کہتے ہیں عمرہ کا طواف جب بے وضو یا حالتِ جنابت میں کیا تو جب تک مکہ مکرمہ میں ہے طواف کا اعادہ کرے پس اگر اپنے اہل کو لوٹ گیا اور اس نے اعادہ نہ کیا تو بے وضو طواف کرنے میں اُس پر بکری لازم ہے اور حالتِ جنابت میں قیاس ہے کہ اس پر بدنہ لازم ہو اور استحسان ہے کہ اُسے

٦٣۔ مجمع البحرين، كتاب الطهارة، فصل فى الحيض والاستحاضة إلخ ص: ٩٨

٦٤۔ الفتاوى التاتار خانية، كتاب الحج، الفصل السابع فى الطواف والسعى، ٣٩٠/٢

بکری کافی ہوگی۔

اور علامہ ابو منصور محمد بن مکرم کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

و فی طواف العمرة تجب شاة سواء کان جنباً او محدثاً لأ نه دون الحج وإن کان رکناً فیها (٦٥)

یعنی، طوافِ عمرہ میں بکری واجب ہے برابر ہے کہ وہ جنبی تھا یا بے وضو کیونکہ یہ حج سے درجے میں کم ہے اگرچہ عمرہ میں یہ طواف رُکن ہے۔

حائضہ کا وہی حکم ہے جو جنبی کا ہے چنانچہ امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

ولو طافت المرأة الزیارة حائضاً فهو کطواف الجنب سواء (٦٦)

یعنی، اگر عورت نے حالتِ حیض میں طوافِ زیارت کیا تو وہ حالتِ جنابت میں طواف کرنے والے کی مثل ہے۔

لہٰذا اگر روانگی سے قبل ماہواری بند ہوجاتی ہے تو طواف کا اعادہ کرلے اس طرح دم ساقط ہوجائے گا توبہ لازم رہے گی اور اگر ماہواری بند نہیں ہوتی، اعادہ نہیں کرپاتی تو دم اور توبہ دونوں لازم رہیں گے۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ١٩ ذوالحجة ١٤٣٧ھ۔ ٢٠ سبتمبر ٢٠١٦م F-979

نجس کپڑوں میں طوافِ زیارت کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک حاجی نے طوافِ زیارت کیا اور اس کے کپڑے ناپاک تھے بعد میں اس نے دیکھا جب کہ ایام

٦٥۔ المسالك فی المناسك، فصل فی کفارة الجنایةفی الطواف: ٢/٧٨٠

٦٦۔ فتح القدیر، کتاب الحج، باب الجنایات، فصل: ومن طاف طواف القدوم إلخ، تحت قوله: لأن بعد الإعادة، ٢/٤٦٢

منیٰ گزر چکے تھے تو اِس صورت میں اُس کا طواف درست ہوگیا یا نہیں یا اُس پر دم لازم ہوگا؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں نجس کپڑوں میں طواف کی دوصورتیں ہیں اکثر کپڑے نجس تھے یا کم، اتنے پاک تھے جس سے سترِ عورت ہوسکے۔ پہلی صورت میں اگر پورے کپڑے نجس تھے تو یہ ایسے تھا جیسے کسی نے ننگے طواف کیا۔

چنانچہ علامہ نظام حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماءِ ہند کی ایک جماعت نے لکھا کہ:

وإذا طاف طواف الزیارة فی ثوبٍ کلّه نجس، فهذا وما لو طاف عریاناً سواءٌ (٦٧)

یعنی، اور جب پورے نجس کپڑوں میں طوافِ زیارت کیا تو یہ ایسے ہے جیسے ننگے طواف کیا۔

اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

وفی "النّخبة": إذا طاف فی ثوبٍ کلّه نجسٌ فهذا والذی طاف عریاناً سواءٌ (٦٨)

یعنی "نخبہ" میں ہے جب ایسے کپڑے میں طواف کیا جس کا کل نجس تھا تو یہ اس کی مثل ہے جس نے ننگے طواف کیا۔

اور طواف میں سترِ عورت واجباتِ طواف سے ہے چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:

منها ستر العورة (٦٩)

٦٧۔ الفتاوی الهندیة، کتاب المناسك، الباب الخامس فی کیفیة أداء الحج، ولو طاف طواف الزیارة، ١/ ٢٩٦

٦٨۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب أنواع الأ طوفة، فصل فی واجبات الطواف، ص: ٢١٤

٦٩۔ جمع المناسك و نفع الناسك: باب أنواع الأطوفة، فصل فی واجبات الطواف، ص١٢٧

یعنی، واجبات میں سے ہے سترِ عورت۔

اور اگر اتنا کپڑا پاک تھا کہ جس سے سترِ عورت ہو سکے تو طواف جائز ہو گیا اور اس پر کچھ لازم بھی نہیں آئے گا۔ چنانچہ علامہ نظام حنفی لکھتے ہیں:

فإذا كان من الثوب قدرمايواری عورته طاهراً و الباقی نجساً، جاز طوافه، و لا شئ عليه كذا فی "الظهيرية" (۷۰)

یعنی پس جب اتنا کپڑا پاک ہے کہ جس سے سترِ عورت ہو سکے اور باقی نجس ہے تو اس کا طواف جائز ہے اور اس پر کچھ نہیں۔ اسی طرح "فتاوی ظہیریہ" میں ہے۔

ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

و لا يلزمه شی ء إلا أنه يكره له ذلك (۷۱)

یعنی، اس پر کچھ لازم نہیں ہے مگر یہ ہے کہ یہ اس کے لیے مکروہ ہے۔

اور اس کراہت سے مراد کراہت تنزیہی ہے کیونکہ اگر تحریمی ہوتی تو اس پر کچھ لازم آتا جبکہ یہاں فقہاء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ اس پر کچھ لازم نہیں۔

واللّٰه تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۱٤ ذوالحجة ۱٤۳۷ھـ۔ ۱۵ سبتمبر ۲۰۱٦م 980-F

طوافِ زیارت میں شہوت سے بیوی کو چھونے کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کہ ایک مرد نے طوافِ زیارت کے دوران اپنی بیوی کا ہاتھ تھاما ہوا تھا، اچانک شہوت کا غلبہ ہوا تو مرد نے فوراً

۷۰۔ الفتاوی الهندية، كتاب المناسك، الباب الخامس فی كيفية أداء الحج، ولوطاف طواف الزيارة، ۱/۲۹٦

۷۱۔ المسلك المقسط فی المنسك المتوسط: باب أنواع الأطوفة، فصل فی واجبات الطواف ص: ۲۱٤

اپنا ہاتھ چھوڑ دیا تو اس صورت میں اس مرد پر کیا لازم آئے گا؟

(السائل: محمد اقبال ضیائی، مدینہ منورہ)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسؤلہ میں اگر حلق کے بعد طوافِ زیارت کے اکثر یعنی چار پھیروں سے قبل ایسا ہوا تھا تو دم لازم آئے گا علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

ولو كان الوطئ بعد الحلق و قبل طواف الزيارة فعليه دم لخفة الجناية و كذا يجب دم لو قبّل أو لمس بشهوةٍ و إن لم ينزل فی الأصح (۷۲)

یعنی، اگر جماع حلق کے بعد اور طواف زیارت سے قبل ہو تو اس پر دم ہے کیونکہ جنایت خفیف ہو گئی۔ اسی طرح اگر بوسہ دیا یا شہوت کے ساتھ چھوا انزال ہو یا نہ ہو صحیح قول کے مطابق دم واجب ہے۔

اور علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

وإن جامع بعد الحلق فعليه شاة لبقاء إحرامه فی حق النساء دون لبس المخيط وما أشبهه فخفت الجناية فاكتفی بالشاة (۷۳)

یعنی، اگر حلق کے بعد جماع کیا تو اس پر بکری لازم ہے کیونکہ عورتوں کے حق میں سوائے سلے ہوئے کپڑے وغیرہ پہننے کے اس کا احرام باقی ہے جنایت ہلکی ہو گئی تو بکری کافی ہے۔

اور علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ دواعی جماع کے بیان میں لکھتے ہیں:

ولو جامع دون الفرج قبل الوقوف أو بعده، أو باشر أوعانق أو قبّل

۷۲۔ الدرّ المنتقی، كتاب الحج، باب الجنايات، مع قوله ولو بعد الحلق، ۱۰/٤۳۷

۷۳۔ الهداية ، كتاب الحج، باب الجنايات، فصل: فإن نظر إلى فرج إلخ مع قوله: وإن جامع بعد الحق، ۱-۲/۱۹۸

أولمس شهوة فأنزل أو لم ينزل فعليه دمٌ (٧٤)

یعنی، اگر وقوفِ عرفہ سے قبل یا بعد شرمگاہ کے علاوہ میں جماع کیا، یا شہوت کے ساتھ مباشرتِ فاحشہ کا ارتکاب کیا، یا گلے ملا، یا بوسہ دیا، یا شہوت سے چُھوا پھر انزال کیا یا نہ کیا (تمام صورتوں میں) اس پر دم لازم ہے۔

مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں کہ شہوت کی قید سب کے ساتھ ہے اور فرماتے ہیں:

كما فی "المبسوط" و "ألكافی"، و"البدائع" و "شرح المجمع" وغيرها (٧٥)

یعنی، یہی حکم "مسبوط"، "کافی"، "بدائع الضائع" اور "شرح المجمع"، وغیرہا میں مذکور ہے۔

اور اگر اس نے طوافِ زیارت کے اکثر پھیرے دینے کے بعد ایسا کیا جبکہ وہ اس سے قبل احرام کھول چکا تھا تو فقہاء کرام فرماتے ہیں اس پر کچھ نہیں ہے چنانچہ حاکم شہید امام ابو الفضل محمد بن احمد مروزی حنفی متوفی ۳۳۴ھ لکھتے ہیں

وإن طاف أربعة أشواط من طواف الزيارة، بعد ماحلق أوقصر ثم جامع فليس عليه شئ (٧٦)

یعنی، اگر حلق یا تقصیر کے بعد طوافِ زیارت کے چار چکر دیئے پھر جماع کیا تو اس پر کچھ نہیں اور

امام ابو منصور محمد بن مکرم کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

وإن طاف: أربعة أشواط من طواف الزيارة، وقصر ثم جامع ،

٧٤ـ لباب المناسك، باب الجنايات وأنواعها، النوع الرابع فی حكم الجماع و دواعيه، فصل: فی حكم دواعی الجماع، ص:٣٨٦

٧٥ـ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنايات وأنواعها، النوع الرابع فی حكم الجماع، و دواعيه، فضل : فی حكم دواعی الجماع، ص: ٣٨٦

٧٦ـ الكافی للحاكم مع شرحه السرخسی، كتاب المناسك، باب الجماع، ١٣٢/٤

فليس عليه شئ لما مرّ أنه أتى بالأكثر فصار كأنه أتى بجميعه ثم جامع بعده (٧٧)

یعنی، اگر طواف زیارت کے چار چکر دے لیے اور قصر کروالیا پھر جماع کیا تو اس پر کچھ واقع نہیں ہے اس وجہ سے جو گزرا بے شک وہ اکثر طواف ادا کر چکا تھا تو گیا وہ پورا ادا کر چکا ہے پھر اس نے جماع کیا ہے۔

اور امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

و إن جامع بعد الحلق فعليه شاة مالم يكن جامع بعد ماطاف أربعة أشواط من طواف الزيارة فلا شئى عليه (٧٨)

یعنی، اگر حلق کے بعد جماع کیا تو اس پر بکری لازم ہے جب تک طواف زیارت کے چار پھیروں کے بعد جماع نہ کیا ہو (اگر چار کے بعد ایسا کیا ہے) تو اس پر کچھ لازم نہیں۔

اور اگر اس نے یہ کام طوافِ زیارت کے چار پھیروں کے بعد کیا مگر اس وقت تک اُس نے حلق نہیں کروایا تھا تو اس پر دم لازم ہوگا چنانچہ علامہ کرمانی حنفی لکھتے ہیں:

وإن لم يكن قصر فعليه دم، لأنه محرم ما لم يقصر أو يحلق (٧٩)

یعنی، اگر قصر نہیں کیا تھا تو اس پر دم ہے کیونکہ وہ حرم ہے جب تک قصر یا حلق نہ کرائے۔

اور امام کمال الدین ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

ولو كان لم يحلق حتى طاف الزيارة أربعة أشوط ثم جامع كان عليه الدم (٨٠)

٧٧ـ المسالك فی المناسك، فصل فی المسائل المتفرقة فی باب الجماع، ٧٧٣/٢

٧٨ـ فتح القدير كتاب الحج، باب الجنايات، مع تولہ : وإن جامع بعد الحج، ٤٠٧/٢

٧٩ـ المسالك فی المناسك، فصل هی المسائل المتفرقة، فی باب الجماع ٧٧٣/٢

٨٠ـ فتح القدير، كتاب الحج ،باب الجنايات، تحت قوله:و إن جامع، ٤٥٧/٢

یعنی، حلق نہ کرایا تھا یہاں تک کہ اس نے طوافِ زیارت کے چار پھیرے دے لئے پھر جماع کیا تو اس پر دم لازم ہے۔

لہٰذا اس مسئلہ کی تین صورتیں بن گئیں جو الگ الگ بیان کر دی گئیں اور ہر صورت کا حکم بھی بیان کر دیا گیا ہے۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الثلاثاء، ۱۳ ذوالحجۃ ۱۴۳۷ھ۔ ۱۴ سبتمبر ۲۰۱۶م 981-TF

حائضہ کے طواف کی حُرمت سے مراد کیا ہے؟

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کُتب فقہ میں مذکور ہے کہ حائضہ عورت کو طواف کرنا حرام ہے جائز نہیں ہے تو اِس حُرمت سے کیا مراد ہے حُرمتِ فعل مراد ہے یا عدم صحت؟

(السائل: محمد طاہر عبدالرحیم، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اس حُرمت اور عدم جواز سے مراد حُرمتِ فعل ہے نہ کہ عدم صحت۔ چنانچہ شیخ الاسلام مخدوم ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

ومراد بعدم جواز مر حائض را حرمت فعل اُو است نہ عدم صحت اُو اصلاً (۸۱)

یعنی، حائضہ کے لیے طواف کے عدم جواز سے مراد فعلِ طواف کا حرام ہونا ہے نہ کہ اصلاً عدم صحت۔

لہٰذا اگر حائضہ طواف کر لیتی ہے تو اس پر اعادہ یا جزاء لازم آتی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کا طواف ادا ہوگیا اور اس فعل کے حرام ہونے کی وجہ سے اس پر جزاء لازم آئی ہے اور جزاء کے سقوط کے لئے اعادہ لازم ہے اور اعادہ نہ کرنے کی صورت میں دم لازم آتا

۸۱۔ حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب اُول در بیان اِحرام، فصل پنجم در بیان کیفیت اِحرام، ص۸۳

ہے اور توبہ دونوں صورتوں میں لازم آئے گی چاہے اعادہ کرے یا دم دے۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأحد، ۱۱ ذوالحجۃ ۱۴۳۷ھ۔ ۱۲ سبتمبر ۲۰۱۶م 982-F

دورانِ طواف بار بار ہاتھ اُٹھانا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص طواف کرتے وقت بار بار ہاتھ اُٹھائے جیسے ملتزم کے سامنے، مقام ابراہیم کے سامنے اور حطیم کعبہ سے گزرتے وقت تو اس کا یہ فعل شرعاً کیسا ہے؟

(السائل: شہزاد عطاری)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں ایسا کرنا مکروہ ہے، بدعت ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام والمسلمین مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

رفع یدین در حالت نیت اگر سابقہ باشد آن نیت از وقت محاذاۃ حجر اسود کہ آن مکروہ است وہمیں حکم است اگر رفع کند در سائر احوال طواف غیر حالۃ محاذاۃ حجر۔'' (۸۲)

یعنی: نیت کے وقت ہاتھ اُٹھانا جبکہ وہ نیت حجر اسود کے مقابل ہونے سے قبل ہو تو یہ مکروہ ہے اور اس کے علاوہ طواف کے تمام احوال میں ہاتھ اُٹھانے کا یہی حکم ہے۔

اور دوسری جگہ لکھتے ہیں:

اما رفع یدین در وقت نیت سابقہ بر محاذاۃ حجر بلکہ در جمیع احوال طواف غیر حالۃ محاذاۃ حجر پس بدعۃ مکروہ است نزد آئمہ اربعہ (۸۳)

۸۲۔ حیاۃ القلوب فی زیارت المحبوب، باب سیوم در بیان طواف، فصل ششم در بیان مکروہات طواف، ص۱۵۲، ۱۵۳

۸۳۔ حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب، سیوم در بیان طواف، فصل سیوم در بیان کیفیت ادا طواف، ص۱۲۷

یعنی: مگر اس نیت کے وقت ہاتھ اُٹھانا جو محاذاۃ سے پہلے ہو بلکہ پورے طواف میں سوائے حالتِ محاذاۃِ حجر کے پس بدعت ہے مکروہ ہے آئمہ اربعہ کے نزدیک ہے۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۲۱ ذو الحجة ۱٤۳۷ھـ۔ ۲۲ سبتمبر ۲۰۱٦م 983-F

زخمی ہونا طوافِ زیارت کا عذر ہے یا نہیں؟

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اِس مسئلہ میں کہ کیا زخمی ہونا بھی حیض کی طرح کا تاخیرِ طوافِ زیارت کے لئے عذر بن سکتا ہے؟

(السائل: ایک حاجی از مکہ)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: یاد رہے طوافِ زیارت کو ایامِ نحر میں ادا کرنا حج کے واجبات سے ہے۔ چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ حج کے واجبات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

و طواف الزیارة فی أیام النحر (۸٤)

یعنی، طوافِ زیارت کا ایامِ نحر میں ہونا واجباتِ حج سے ہیں۔

اور اگر کسی نے بلاعُذر اسے ایامِ نحر سے مؤخّر کر دیا تو اُس پر دم لازم آتا ہے۔ چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

فلو أخّرہ عنها ولو إلیٰ أخر أیام التشریق لزمه دم۔(۸۵)

یعنی: اگر طوافِ زیارت کو اَیامِ نحر سے مؤخر کر دیا اگر چہ ایامِ تشریق کے آخری روز تک تو اس پر دم لازم ہے۔

اور لُزومِ دم کا حکم اصح قول کے مطابق ہے چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی ۱۰۱٤ھ لکھتے ہیں:

۸٤۔ لباب المناسك، باب: فرائض الحج، فصل فی واجباته، ص ۹٤

۸۵۔ لباب بالمناسك،باب طواف الزیارة۔فصل أول وقت طواف الزیارة، ص۳۲۸

"لزمه دم أی علی الأصح،لما قاله فی الغایة" و "إیضاح الطریق"هو الصحیح،وفی بعض الحواشی:وبه یفتیٰ،وهو المذکور فی "المبسوط" و "قاضیخان" و "الکافی" و البدائع" وغیرہ۔" (۸٦)

یعنی: اصح قول کے مطابق اُس پر دم لازم ہے "الغایة"، "إیضاح الطریق" میں فرمایا یہی صحیح ہے اور بعض حواشی میں ہے کہ اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے اور یہی "مبسوط"، "قاضیخان"، "الکافی" اور "بدائع" وغیرھا میں مذکور ہے۔

یہ سب اس صورت میں ہے جب تاخیر بلا عذرِ شرعی ہو اور تاخیر اگر کسی عذر کی بنا پر ہو تو دم لازم نہ ہوگا۔ چنانچہ مُلّا علی قاری نے "لباب المناسك" کی عبارت" فلو أخّرہ عنها" (میں اگر طوافِ زیارت کو اَیامِ نحر سے مؤخّر کیا) کے تحت لکھتے ہیں:

أی بغیر عذر (۸۷)

یعنی، بلا عذر (طوافِ زیارت کو ایامِ نحر سے مؤخّر کیا تو دم لازم ہے)۔

اور دوسری جگہ لکھتے ہیں:

و تأخیر الطواف أی عن أیام النحرو تأخیر الحلق أی عن أیامه أیضاً علی مقتضی قول أبی حنیفة وقد عرفتَ القاعدة الکلیة:أن ترك الواجب بعذر لا یوجب الدم۔ (۸۸)

یعنی، طوافِ زیارت اور حلق کو ایامِ نحر سے مؤخّر کرنے پر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے تقاضے کے مطابق (دم لازم ہوں گے) اور

۸٦۔ المسلك المتقسط والمنسك المتوسط، باب طواف الزیارة، فصل: أول وقت الخ، ص۳۲۸

۸۷۔ المسلك المتقسط المنسك المتوسط،باب طواف الزیارة،فصل أول وقت الطواف إلخ، ص۳۲۸

۸۸۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الإحصار، مع قوله: وتأخیر الطواف، ص۵۸٦

تحقیق تو نے قاعدہ کُلیہ جان لیا ہے کہ واجب کو عُذر کی بناء پر ترک کرنا دم کو واجب نہیں کرتا۔

لہٰذا طواف زیارت کی ادائیگی میں تاخیر اگر عذر کی وجہ سے ہوئی ہے تو تاخیر کا دم لازم نہ ہوگا اور منیٰ کا حالیہ حادثہ کہ جس میں کثرت سے اموات واقع ہوئیں اور بڑی تعداد معذور ہوئی اور بہت سے لوگ زخمی ہوئے اس میں دیکھا جائے گا جو لوگ اس حادثہ میں زخمی ہوئے ہیں وہ اگر ایامِ نحر میں طوافِ زیارت کی ادائیگی پر واقعی قادر نہ تھے تو زخمی ہونا اُن کے حق میں عُذر قرار دیا جائے گا۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

ذو الحجة ١٤٣٦ھ، ستمبر ٢٠١٥م 984-F

منى

رمی میں محض بھیڑ کے خوف سے وکیل بنانا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں ایک شخص جو کہ ضعیف تھا اس نے دو دن یعنی گیارہ اور بارہ تاریخ کی رمی میں کسی کو وکیل بنایا، صرف اس لیے کہ جب اس نے دس تاریخ کو رمی کی تھی تو رش بہت زیادہ تھا اور وہ رش کے خوف سے خود رمی کو نہ گیا اب اس صورت میں اس کی رمی ہوگئی یا اس پر شرعی جرمانہ لازم آئے گا؟

(السائل: محسن، لبیک حج اینڈ عمرہ سروسز)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں وہ شخص اگر بہت بوڑھا یا ایسا مریض تھا کہ خود رمی نہیں کرسکتا تھا تب بھی اسے چاہیئے تھا کہ کنکری مارنے کے لئے خود جاتا اور کنکری اس کے ہاتھ پر رکھ کر مارنے والا مارتا۔ چنانچہ شمس الآئمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں:

"قال: والمريض الذي لايستطيع رمي الجمار يوضع الحصى في كفه حتى يرمي به لأنه فيما يعجز عنه يستعين بغيره" (٨٩)

یعنی: ''فرمایا وہ مریض جو رمی جمار کی استطاعت نہیں رکھتا تو کنکری اس کے ہاتھ پر رکھی جائے یہاں تک کہ وہ رمی کرے کیونکہ جس سے وہ عاجز ہے اس پر دوسرے سے مدد لے۔''

اور اگر اس نے ایسا نہ کیا جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے: تو اس کی رمی اس صورت میں درست پائے گی جب وہ واقعی ایسا کمزور ہو کہ رمی کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اور ایسے مریضوں اور ضعیفوں کے لئے فقہاء کرام نے لکھا کہ ان کی طرف سے رمی کی جائے تو جائز ہے۔ چنانچہ

٨٩۔ المبسوط للسرخسی، کتاب المناسك، ٢/٤/٦٤

شمس الآئمہ سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں:

" وإن رمى عنه أجزاء، بمنزله المغمى عليه ، فإن النيابة تجرى فى النسك كما فى الذبح"۔ (۹۰)

یعنی: "اگر اس کی طرف سے رمی کردی تو اس کی طرف سے جائز ہوگئی یہ شخص بے ہوش کے مرتبہ میں ہے کیونکہ نیابت نُسک میں جاری ہے جیسا کہ ذبح میں۔

اور اگر وہ ایسا ضعیف نہ تھا جو خود اس کی قدرت نہ رکھتا ہو پھر اس کی طرف سے دوسرے نے رمی کی تو یہ رمی درست نہ ہوگی اور سوال سے بھی ظاہر یہی ہوتا ہے کہ وہ شخص رمی کی قدرت رکھتا تھا اور اس پر ترک رمی کا دم اور توبہ لازم ہوگی۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الجمعة، ١٦ ذوالحجة ١٤٣٧هـ۔ ١٧ سبتمبر ٢٠١٦م 985-F

یوم نحر میں جمرۂ عقبہ کے بجائے جمرۂ اولیٰ کی رمی کرنے کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ جس سال ہم نے حج کیا تھا اس سال ہمیں علم نہیں تھا اس بناء پر ہم نے جمرۂ اُولیٰ کو جمرۂ عقبہ سمجھ کر رمی کردی اب ہم نے حج کی نشستیں سنی تو ہمیں فکر لاحق ہوگئی کہ ہم سے تو غلطی ہوئی ہے اب اس کا حل کیا ہے؟

(السائل: عمران آدمانی، ڈیفنس کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: دس ذوالحجہ کو صرف جمرۂ عقبہ کی رمی واجب ہے۔ چنانچہ امام ابوالفضل محمد بن احمد مروزی حنفی متوفی ۳۳۴/۳۴۴ھ لکھتے ہیں:

ولا يرمى يومئذٍ من الجمار غيرها ولا يقوم عندها (۹۱)

۹۰۔ المبسوط للسرخسی، کتاب المناسک، ۲/٤/٦٤

۹۱۔ الکافی للحاکم مع المبسوط السرخسی، کتاب المناسک، ۲/٤/٢٠

(یعنی، آج یعنی دسویں کو) سوائے جمرۂ عقبہ کے کسی اور کی رمی مشروع نہیں بعد رمی وہاں کھڑا نہیں ہونا چاہئے۔ (۹۲)

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:

أيام الرمى أربعة فاليوم الأول :نحر خاصّ ولا يجب فيه إلّا رمى جمرة العقبة۔ (۹۳)

یعنی: ایام رمی چار ہیں پہلا خاص یوم نحر ہے اس دن صرف جمرۂ عقبہ کی رمی واجب ہے۔

اور علاّمہ نظام حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھا کہ

" فى اليوم الأوّل يرمى جمرة العقبة لا غير" (۹٤)

یعنی، پہلے دن جمرۂ عقبہ کہ علاوہ کسی اور جمرہ کی رمی نہ کرے۔

اس لئے دس تاریخ کو پہلے جمرے کو رمی کرنے سے یہ واجب ادا نہ ہوا اور اس روز کی رمی ترک ہوگئی کیونکہ "اگر جمرۂ عقبہ کی رمی دسویں تاریخ کو ترک ہوگئی تو کفارے میں دم واجب ہے۔" (۹۵)

لہٰذا اس صورت میں دم لازم ہوا جواب بھی دینا ہوگا وقت گزرنے سے ساقط نہ ہوگا اور توبہ بھی کرنی ہوگی کیونکہ ترک واجب گناہ ہے اور گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ہمارے فتاوی میں اس کی تصریح مذکور ہے۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ٢٩ شوال المکرّم ١٤٣٧هـ۔ یکم سبتمبر ٢٠١٦م 986-F

۹۲۔ الحج، محمد سلمان اشرف، ص۱۵۸

۹۳۔ لباب المناسك مع شرحه للقارى، باب رمى الجمار و أحكامه، ص ۳۳۳

۹٤۔ الفتاویٰ الهندية، كتاب المناسك، الباب الخامس فى كيفية أداء الحج، الكلام فى الرمى فى مواضع، الثانى عشر، ١/٣٣٤

۹۵۔ الحج، محمد سلمان اشرف، ص۱۵۸

مکہ یا عزیزیہ میں ٹھہرنا اور رمی کے لئے منیٰ آنا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرح متین اس مسئلے میں کہ اکثر لوگ جن میں مجھ قسم کے لوگ شامل ہوتے ہیں وہ ایام منیٰ میں منیٰ میں نظر نہیں آتے سوائے خاص مواقع کے، وہ مکہ مکرمہ وعزیزیہ وغیرھما میں ٹھہرتے ہیں صرف رمی کے لئے منیٰ آتے ہیں اور رمی کر کے چلے جاتے ہیں ایسا کرنا شرعاً کیسا ہے؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں ان لوگوں کا یہ فعل اس طریقے کے خلاف ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طریقہ ہے، اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو بُرا کرتے ہیں اسائت کے مرتکب ہوتے ہیں اور شرعاً ان پر کوئی دم یا صدقہ وغیرہ لازم نہیں آئے گا۔ چنانچہ علامہ ابو یعقوب یوسف بن علی جرجانی حنفی متوفی ۵۲۲ھ لکھتے ہیں:

ولو أقام بمكة ايام الرمى ويأتى منى فيرميها لا شئ عليه ـ وقد اساء۔" (٩٦)

یعنی، اگر ایام رمی مکہ مکرمہ میں ٹھہرا اور منیٰ آیا پس رمی کی تو اس پر کچھ لازم نہیں اور تحقیق اس نے اسائت کی۔

اور اس حوالے سے مزید تفصیل ہمارے دیگر فتاوی میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الجمعة، ١٦ ذوالحجة ١٤٣٧ھ۔ ١٧ سبتمبر ٢٠١٦م 987-F

٩٦۔ خزانة الاکمل، کتاب الحج، ١/٣٣٨

قربانی

حاجی پر عید الضحی کی قربانی کا وجوب اور ایک اشکال

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حاجی پر قربانی کے بیان میں مناسک ملاعلی قاری میں ہے:

" فلا تجب على المسافرين و لا على الحاج إذا كان محرماً"۔

اور اس کے حاشیہ میں ہے:

إنما تجب على ...... المقيمين، و لا تجب على المسافرين و لا على الحاجإذا كان محرماً من أهل مكة اهـ۔ (٩٧)

مندرجہ بالا عبارت میں ہے "نہ مسافر پر اور نہ حاجی پر"۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسافر کا ذکر فرمایا اور خاص طور پر حاجی کو علیحدہ ذکر فرمایا اور جہاں مقیم پر قربانی کا ذکر ہے، وہاں ہر مقام پر اہلِ مکہ کا ذکر ہے جس سے حاجی کا استثناء معلوم ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اسی عبارت میں نمازِ عید کی رُخصت کا ذکر ہے:

" فيسقط عنهم دم الأضحية تخفيفاً عليهم كما سقطت عنهم صلاة العيد إجماعا"۔

(السائل: محمد اقبال ضیائی، مدینہ منورہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: فقہاء کرام کی عبارت "فلا تجب على المسافرين و لا على الحاج إذا كان محرماً" (یعنی: نہ مسافروں پر واجب ہے اور نہ ہی حاجی پر جبکہ محرم ہو) میں حاجی سے مراد مسافر حاجی ہیں جیسا کہ شمس الائمہ محمد بن احمد

٩٧۔ إرشاد الساری إلى مناسك الملا علی القاری، باب فی جزاء الجنایات و کفاراتها، فصل فی أحکام الدماء و شرائط جوازها، شرط الخامس عشر، ص٤٣٥، ٤٣٦

سرخسی حنفی متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں:

و أراد بالحاج المسافرين ۔ ملخصاً (۹۸)

یعنی، انہوں نے حجاج سے مراد مسافر لئے ہیں۔

اسی طرح علامہ علاؤالدین ابوبکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ اور اُن سے علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ اور علامہ ابوالسعود محمد بن محمد عماری حنفی متوفی ۹۸۲ھ لکھتے ہیں:

و أراد بالحاج المسافر۔ (۹۹)

یعنی، امام محمد نے حاجی سے مراد مسافر کولیا ہے۔

اور علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ نے صراحت کردی کہ

فلا تجب على حاج مسافرٍ (۱۰۰)

یعنی، پس قربانی حاجی مسافر پر واجب نہیں۔

لہٰذا حاجی اگر مسافر ہوگا تو اُس پر قربانی واجب نہیں ہوگی اور اگر مقیم ہوگا تو وُجوب کی دیگر شرائط کے پائے جانے کی صورت میں اس پر قربانی واجب ہوگی، چنانچہ سید ثابت ابو المعالی حنفی اور علامہ محمد حسن شاہ حنفی لکھتے ہیں:

و أمّا الأضحية: فإن كان مسافراً فلا تجب عليه، إلّا كالمكی فتجب كما فی "البحر" (۱۰۱)

۹۸۔ المبسوط للسرخسی، کتاب الذبائح، باب الأضحیة، ١٧/١٢/٦

۹۹۔ بدائع الصنائع، کتاب التضحیة، فصل فی شرائط الوجوب، ٢٨٢/٦

غنية ذوی الأحكام فی بغية درر الحكام، كتاب الأضحية، تحت قوله: و شرائطها الإسلام و الإقامة، ٢٦٥/١

فتح المعين على شرح الكنز لملّا مسكين، كتاب الأضحية، تحت قوله: مقيم، ص٢٧٧

۱۰۰۔ الدر المختار، كتاب الأضحية، تحت قوله: فتجب، ص٦٤٥

۱۰۱۔ فتح الرحمانی فی فتاوی السيد ثابت أبی المعالی، كتاب الحن، ٢٢٦/١

غنية الناسك، باب كيفية أداء التمتع المسنون، ص١١٤

یعنی، مگر قربانی پس اگر مسافر ہے تو اس پر واجب نہیں ورنہ (یعنی حاجی اگر مسافر نہیں ہے بلکہ مقیم ہے تو وہ وُجوبِ قربانی میں) مکی مثل ہے جیسا کہ "بحر الرائق" میں ہے۔

(۲)............فيسقط عنهم دم الأضحية تخفيفاً عليهم كما سقطت عنهم صلاة العيد إجماعا

اس عبارت "فيسقط عنهم ....إجماعاً" سے قبل یہ ہے کہ

و لعل وجهه أنّه يجب على الحاج دم قرانٍ أو متعةٍ، و يستحب لهم دم إفراد (۱۰۲)

جس کا معنی ہے کہ شاید اس (قول) کی وجہ ہے کہ حاجی پر دمِ قران یا دمِ تمتع واجب ہے اور اُن کے لئے دمِ افراد مستحب ہے۔ پھر آگے وہ عبارت ہے جو سائل نے پیش کی کہ "میں اُن پر سے عیدالضحٰی کی قربانی ان پر تخفیف کرتے ہوئے ساقط ہے جیسا کہ اُن پر سے بالا جماع عید کی نماز ساقط ہے۔

اس میں ملّا علی قاری حنفی نے شاید سے جواب دیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ انہیں خود اس پر جزم نہ تھا۔

پھر حاشیہ کے حوالے سے جو عبارت ہے کہ " إنما تجب .... إذا كان محرماً من أهل مكة" اور اس سے بعد والے حاشیہ میں ہے:

(فقد قال الحدادی) يؤيده قول الأتقانی فی غاية البيان: قال للقدوری فی "شرح مختصر الكرخی": قال فی "الأصل" و لا تجب الأضحية على الحاج المسافر، فأما أهل مكة ت...... عليهم و إن حجوا كذا ذكره فی "شرحه" (۱۰۳)

۱۰۲۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنايات و كفاراتها، فصل فی أحكام الدعاء و شرائط جوازها، شرط الخامس عشر، تحت قوله: يتصدّق بها، ص٥٥٩

۱۰۳۔ إرشاد الساری إلى مناسك الملا على القاری، باب فی جزاء الجنايات و كفاراتها، فصل: فی أحكام الدماء و شرائط جوازها، تحت قوله: فقد قال الحدادی، ص٩٠٠

یعنی، شارح ہدایہ علامہ اتقانی کا "غایۃ البیان" میں قول اس کی تائید کرتا ہے، فرماتے ہیں امام قدوری نے "شرح مختصر کرخی" میں فرمایا کہ "الأصل" (یعنی مبسوط) میں فرمایا حاجی مسافر پر قربانی واجب نہیں، مگر اہلِ مکہ تو اُن پر قربانی واجب ہے اگرچہ وہ حج کریں، اسی طرح اس کی شرح میں ذکر کیا۔

اور امام اعظم امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مذہب کو نقل کرنے والے آپ کے جلیل القدر شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی ہیں انہوں نے امام اعظم کے مذہب کو نقل کرتے ہوئے لکھا کہ حاجی پر قربانی واجب نہیں اور اُن کی حاجی سے کیا مراد ہے؟

اس کے لئے شمس الائمہ سرخسی متوفی ۴۸۳ھ کی تشریح اور اس پر علامہ علاؤ الدین کاسانی متوفی ۵۸۷ھ کی تائید اور علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ اور علامہ ابوالسعود حنفی کی نقل اور علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ کا فیصلہ اور "فتح الرحمانی" اور "غنیۃ الناسك" میں اس کی نقل اس بات کی بہت بڑی شہادت ہے کہ امام محمد علیہ الرحمہ کی حاجی سے مراد مسافر حاجی ہے ورنہ وہ مکی کی مثل ہے۔ اور اگر وہ مقیم ہے تو جیسے مکی پر قربانی واجب ہے اسی طرح اس پر بھی۔

اور امام ابوالحسین قدوری متوفی ۴۲۸ھ کا امام محمد کی "الأصل" یعنی (مبسوط) سے عبارت اس طرح نقل فرمانا کہ قربانی مسافر پر واجب نہیں اور اسے شارح ہدایہ علامہ اتقانی کا "غایۃ البیان" میں نقل کرنا اس کی بیّن دلیل ہے کہ امام محمد کی حاجی سے مراد مسافر حاجی ہے۔

اس باب میں فقہاء کرام کی عبارات کا اختلاف امام محمد علیہ الرحمہ کی عبارت کو سمجھنے میں اختلاف کا نتیجہ ہے اور اس اختلاف کا حل یہی ہے کہ امام محمد علیہ الرحمہ کی عبارت کے حل کرنے میں معتمد فقہاء اور مستند کُتُب پر بھروسہ کیا جائے، اعتماد میں شمس الائمہ سرخسی اور امام قدوری اور علامہ کاسانی سے بڑھ کر کون ہے اور "مبسوط سرخسی"، "بدائع الصنائع"، "غایۃ البیان" اور "در مختار" یقیناً متداول اور قابلِ اعتماد کُتُب میں سے

ہیں۔ اس حقیر نے اس باب میں ذوالقعدہ ۱۴۲۸ھ کو لکھے جانے والے ایک فتویٰ میں عبارات کے اختلاف کو بیان کیا تھا اس میں ثابت کیا تھا کہ قربانی کے وُجوب اور عدم وجوب کا مدار اقامت اور سفر پر ہے۔

اسی لئے خاتمۃ المحققین امام اہلسنّت امام احمد رضا حنفی نے عید الاضحیٰ کی قربانی کے بارے میں لکھا کہ

"وہ تو مسافر پر اصلاً نہیں مقیم مالدار پر واجب ہے اگرچہ حج میں ہے۔(۱۰۴)

امام اہلسنّت کی مندرجہ بالا عبارت اس میں صریح ہے کہ حاجی اگر مسافر ہو تو اس پر عید الاضحیٰ کی قربانی واجب نہیں اور اگر مقیم ہو تو واجب ہے، پھر آپ کے یہ کلمات کہ "اگرچہ حج میں ہے" جس کا مطلب قربانی کا تعلق حاجی یا غیر حاجی کے ساتھ نہیں بلکہ دیگر شرائط کے پائے جانے کے بعد مسافر اور غیر مسافر کے ساتھ ہے، آپ نے اعتبار حج وغیر حج، احرام وغیر احرام کا نہیں کیا، صرف اور صرف سفر اور اقامت کا کیا ہے۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۱۴ ذوالحجة ۱۴۳۷ھـ۔ ۱۵ سبتمبر ۲۰۱۶ م 988-F

۱۰۴۔ انوار البشارہ الفتاوی الرضویۃ، فصل پنجم: منٰی و مزدلفہ و باقی افعال حج، برقم ۱۵، ۱۰/۷۵۲

سفر

رمضان کے دن میں آغاز سفراور روزہ

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے رمضان المبارک میں عمرہ کے لئے روانہ ہونا ہے اور اِس کی فلائٹ صبح ۱۱ بجے ہے ظاہر ہے کہ روزے کا وقت شروع ہونے کے بعد اِس کا سفر شروع ہوگا اب اگر اس کا سفر وایا دوبئی ہے اور وہاں چند گھنٹے کے لئے رکنا ہے پھر وہاں سے جدہ کے لئے سفر کرنا ہے ساتھ فیملی میں بوڑھی ماں اور چھوٹے بچے بھی ہیں اگر وہ شخص روزہ رکھ لیتا ہے تو بہت مشقت میں پڑ جائے گا اگر وہ گھر سے روزہ رکھ کر نکلے پھر سفر شروع ہونے کے بعد توڑ دے تو کیا حکم ہے اور اگر روزہ رکھنے کے بعد گھر میں ہی روزہ توڑ دیتا ہے کیا حکم ہوگا، اور اگر گھر میں سحری کرتا ہے اور روزہ کی نیت نہیں کرتا اور کچھ کھاتا بھی نہیں ہے، جب سفر شروع ہو جاتا ہے تو یہ شخص کھانا پینا شروع کرتا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہوگا؟

(السائل: عمران جمانی، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: یاد رہے وہ اعذار کہ جن کی وجہ سے رمضان المبارک میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے اُن میں سے ایک عذر سفر ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (۱۰۵)

ترجمہ: تو تم میں جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں تو اتنے روزے اور دنوں میں۔

یاد رہے مسافر کے لئے یہ رخصت روزہ چھوڑنے کی ہے روزہ توڑنے کی نہیں چنانچہ علامہ سیّد احمد بن محمد طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں:

۱۰۵۔ البقرة: ۱۸۵/۲

قوله: السفر: فيه أنه لايباح الفطر، إنما يبيح عدم الشروع في الصوم إذ لو كان السفر يبيح الفطر لجاز لمن أصبح مقيماً، ثم سافر الفطر مع أنه لا يجوز۔ (۱۰٦)

یعنی، مُصنّف کا قول سفر میں روزہ افطار کرنا مباح نہیں ہے مباح روزہ شروع نہ کرنا ہے کیونکہ اگر سفر افطار کو مباح کردے تو اُس کے لئے افطار مباح ہوجائے گا جس نے صبح حالتِ اقامت میں کی پھر سفر کیا حالانکہ یہ جائز نہیں ہے۔

اور جو شخص صبح صادق کے وقت مقیم ہو اور دن میں اپنے سفر کا آغاز کرے تو سفر اس کے حق میں شرعاً عذر نہیں ہے چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱٦۱ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھا ہے:

منها السفر الذي يبيح الفطر وهو ليس بعذر في اليوم أنشاء السفر فيه كذا في "الغياثية" (۱۰۷)

یعنی، اُن اعذار میں سے ایک سفر ہے جو افطار کو مباح کردیتا ہے اور جس روز سفر شروع کیا اُس دن وہ عذر نہیں، اسی طرح ''غیاثیہ'' میں ہے۔

اسی لئے فقہائے کرام نے اس شخص کے لئے فرمایا کہ جس نے دن میں سفر شروع کیا اُسے روزہ توڑنا مباح نہیں۔ چنانچہ شمس الآئمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ اور ان سے علامہ نظام حنفی اور علماء ہند کی ایک جماعت نے نقل کیا:

"فلو سافر نهاراً لا يباح له الفطر في ذلك اليوم"۔ (۱۰۸)

۱۰٦۔ حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم إلخ، فصل: في العوارض، ص٦٨٣

۱۰۷۔ الفتاوى الهندية، كتاب الصوم، الباب الخامس في الأعذار التي تبيح الأفطار، ۲۰٦/۱

۱۰۸۔ المحيط السرخسي، كتاب الصوم، باب الأوقات التي تكره فيه الصوم، ص ۱۸٦، مخطوط مصوّر

الفتاوى الهندية، كتاب الصوم، الباب الخامس في الأعذار التي تبيح الافطار، ۲۰٦/۱

یعنی، پس اگر دن میں سفر کیا تو اُسے افطار مباح نہیں۔

اور علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں:

"إذ لا يباح له الفطر بانشائه بعد ما أصبح صائماً بخلاف لو حلّ به مرض بعد فله الفطر"۔ (۱۰۹)

یعنی، کیونکہ اُس نے روزے کی حالت میں صبح کی تو سفر شروع کرنے سے افطار مباح نہ ہوگا برخلاف اس کے کہ اُسے کسی مرض نے آلیا تو اِس کے لئے افطار جائز ہے۔

اور اگر سفر کا آغاز کرنے کے بعد افطار کر لے یعنی روزہ توڑ دے تو صرف قضاء لازم آئے گی، کفارہ لازم نہیں آئے گا چنانچہ شمس الآئمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

"وإن أفطر فلا كفارة عليه" (۱۱۰)

اور علامہ نظام حنفی اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھا:

"وإن أفطر لا كفارة عليه"۔ (۱۱۱)

یعنی، اور اگر افطار کر لیا تو اس پر کوئی کفارہ نہیں۔

کفارہ لازم نہ ہونے کی وجہ افطار کے مباح ہونے کا شبہ ہے چنانچہ شمس الآئمہ سرخسی لکھتے ہیں:

لتمكن الشبهة بسبب اقتران المبيح الفطر فإن السفر مبيح الفطر في الجملة۔ (۱۱۲)

۱۰۹۔ مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم يوجب القضاء، فصل: في العوارض، ص ۲۰۱

إمداد الفتاح، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم اِلخ، فصل: في العوارض، تحت قوله: وللمسافر ص: ۶۹۹

۱۱۰۔ المبسوط للسرخسي، كتاب الصوم، ۲/۳/۶۴

۱۱۱۔ الفتاوى الهندية، كتاب الصوم، الباب الخامس في الأعذار التي يبيح الافطار، ۱/۲۰۶

۱۱۲۔ المبسوط للسرخسي، كتاب الصوم، ۲/۳/۶۴

یعنی، مبیح للفطر کے ملنے کے سبب شبہے نے جگہ پائی پس فی الجملہ سفر مبیح للفطر ہے۔

اور شبہ سے کفارہ ساقط ہو جاتا ہے چنانچہ شمس الآئمہ سرخسی لکھتے ہیں:

"وكفارة الفطر تسقط بالشبهة"۔ (۱۱۳)

یعنی: روزہ توڑنے کا کفارہ شبہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔

اور اگر روزہ رکھ کر سفر کے آغاز سے قبل ہی افطار کر لے تو قضا و کفارہ دونوں لازم آئیں گے چنانچہ علامہ نظام حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھا:

"بخلاف ما لو أفطر ثم سافر"۔ (۱۱۴)

یعنی، برخلاف اس کے اگر اس نے افطار کر لیا پھر سفر شروع کیا۔

اور شمس الأئمہ سرخسی لکھتے ہیں:

"بخلاف ما لو أفطر ثم سافر لأن السبب المبيح لم يوجد وقت الفطر فلم يورث الشبهة"۔ (۱۱۵)

یعنی، برخلاف اس کے اگر وہ افطار کر لے پھر سفر کرے (تو کفّارہ و قضاء دونوں لازم آئیں گے) کیونکہ افطار کے وقت (افطار کو) مباح کرنے والا سبب (سفر) نہ پایا گیا اس لئے اُس نے شبہ کو پیدا نہ کیا۔

اور اگر اُس نے سحری کی اور اُس کی نیت روزہ رکھنے کی نہ تھی حالانکہ اقامت کی حالت میں صبح کرنے کی صورت میں تو آغاز سفر کے بعد بھی روزہ توڑنا مباح نہیں اسی طرح روزہ چھوڑنا بھی مباح نہیں ہے جیسا کہ شمس الأئمہ سرخسی حنفی نے لکھا ہے:

جب اُس نے اقامت کی حالت میں صبح کی تو اس دن کا روزہ اس پر واجب

۱۱۳۔ المبسوط للسرخسي، كتاب الصوم، ۲/۳/۶۴

۱۱۴۔ الفتاوى الهندية، كتاب الصوم، الباب الخامس في الأعذار التي تبيح الافطار، ۱/۲۰۶

۱۱۵۔ المحيط السرخسي، كتاب الصوم، باب الأوقات التي تكره فيها الصوم، ۱۸۶، مخطوط مصوّر

ہوگیا اور اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور سفر شروع کرنا اس کے اختیار میں ہے لہٰذا جس کا وجوب اس کے ذمہ ثابت ہو چکا وہ (دن میں) سفر سے ساقط نہ ہوگا۔(۱۱۶)

لیکن پھر بھی اگر صبح صادق سے لے کر سفر کے آغاز تک کھاتا پیتا نہیں ہے اور روزہ چھوڑنے والے دیگر افعال سے دُور رہتا ہے اور سفر کا آغاز کرلیتا ہے آغازِ سفر کے بعد کھاتا ہے تو اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں آئے گا قضاء تو بہرحال اُسے کرنی ہے کہ اس نے ایک روزہ چھوڑا ہے اور یہ چھوڑنا قرار پائے گا توڑنا نہیں۔

اور اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے شمس الآئمہ سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں:

”رجل أصبح فی أهله صائماً ثم سافر لم يفطر، لأنه حين أصبح مقيماً وجب عليه أداء الصوم فی هذا اليوم حقاً لله تعالى وإنما أنشأ السفر بإختياره فلا يسقط به ما تقرّر وجوبه عليه“ (۱۱۷)

یعنی، کسی شخص نے اپنے اہل میں روزے کی حالت میں صبح کی پھر سفر کیا تو وہ روزہ نہیں توڑے گا کیونکہ جب اس نے حالت اقامت میں صبح کی تو اس دن کا روزہ اس پر واجب ہوگیا یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور سفر شروع کرنا اس کے اختیار سے ہے لہٰذا جس کا وجوب اس کے لئے ثابت ہو چکا وہ اس سے ساقط نہ ہوگا۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الجمعة، ۱۳ رمضان المبارك ۱۴۳۸ھ۔ ۹ دیسمبر ۲۰۱۷ م 989-F

دومختلف جگہوں پر ٹھہرنے کا ارادہ رکھنے والے مسافر کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں

۱۱۶۔ المبسوط للسرخسی، کتاب الصوم، ۶۴/۳/۲

۱۱۷۔ المبسوط للسرخسی، کتاب الصوم، ۶۴/۳/۲

کہ ایک قافلہ کراچی سے دو یا تین تاریخ کو آیا ان کو تقریباً چھ دن بعد حج کے مناسک ادا کرنے کے لیے منیٰ روانہ ہونا تھا جب یہ آئے تو قصر نماز پڑھ رہے تھے اور افعال حج کی ادائیگی کے بعد ان کے پاس سترہ دن کا عزیزیہ میں قیام ہے جب یہ منیٰ سے عزیزیہ آرہے تھے تو ان کی نیت یہ تھی کہ وہ دس روز کے اندر اندر ایک رات کے لئے مدینہ تشریف لے جائیں گے مگر وہ نہ جاسکے تو اب انہوں نے طائف جانے کا ارادہ کیا ہے اور اب تک قصر نماز پڑھ رہے ہیں انہیں طائف جا کر رات گزارنا ضروری ہے یا صرف جا کر واپس آنا ان کے مسافر رہنے کے لیے کافی ہے اور اگر یہ طائف کا سفر نہیں کرتے تو ان پر مسافر رہنے کے لیے مدینہ شریف کا سفر ان پر لازم ہے یا نہیں؟

(السائل: آصف مدنی عزیزیہ، مکہ مکرمہ)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں یہ لوگ مسافر ہی رہیں گے کیونکہ انہوں نے کل سترہ دن عزیزیہ میں ٹھہرنا تھا اور دس روز بعد ایک رات کے لیے مدینہ شریف جانے کا ارادہ کیا تو نہ ہی مدینہ شریف روانگی کے ارادے سے قبل پندرہ دن بنتے ہیں اور نہ ہی اس کے بعد اور مختلف جگہوں پر ٹھہرنے کے ارادے سے کوئی مسافر مقیم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اقامت کی نیت ایک جگہ کے لئے ہی ہوتی ہے

یاد رہے دو مختلف مستقل جگہوں پر ٹھہرنے کے ارادے میں دونوں جگہوں میں مدت سفر کی مسافت کا ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔ جیسے کوئی شخص پندرہ دن مکہ مکرمہ اور منیٰ میں پندرہ دن ٹھہرنے کے ارادے سے مکہ مکرمہ میں آکر ٹھہرا تو وہ مسافر ہی رہے گا۔ مکہ مکرمہ میں بھی قصر کرتا رہے گا اور منیٰ وعرفات میں بھی وہ شخص مقیم نہ ہوگا۔ اس لئے سوال میں ذکر کردہ لوگ پہلی نیت سے ہی مسافر ٹھہرے انہیں اپنے آپ کو مسافر رکھنے کے لیے طائف جانے کا تکلف کرنے کی حاجت نہیں تھی ان کی نیت ہی کافی تھی۔

چنانچہ امام برہان الدین ابو المعالی محمود بن صدر الشریعہ ابن مازہ بخاری حنفی متوفی ۶۱۶ھ لکھتے ہیں:

لأن نية للاِقامة انما تكون فی موضع واحد فإن الإقامة ضد السفر وهوالضرب فی الأرض والانتقال من موضع إلی موضع یكون ضرباً فی الأرض فلایکون إقامة۔ (۱۱۸)

یعنی، کیونکہ اقامت کی نیت ایک جگہ میں ہوتی ہے بے شک اقامت سفر کی ضد ہے اور سفر ضرب فی الارض ہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ضرب فی الارض ہے پس وہ اقامت نہ ہوگا۔

امام ابن مازہ بخاری حنفی مزید لکھتے ہیں:

وإذا نوی المسافر الإقامة فی موطنین خمسة عشریوماً نحو مكة ومنیً،أو الكوفة والحیرة،لم یصر مقیماً۔ (۱۱۹)

اور جب مسافر نے وہ جگہ اقامت کی نیت کر لی جیسے مکہ اور منیٰ یا کوفہ اور حیرہ تو مقیم نہ ہوگا۔

اور علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری حنفی متوفی ۵۴۲ھ لکھتے ہیں:

ولونوی الإقامة فی مؤضعین خمسة عشر یوماً لا یصیر مقیماً (۱۲۰)

اگر دوجگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لی مقیم نہ ہوگا۔

علامہ ابراھیم بن محمد بن ابراھیم حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ لکھتے ہیں:

ولونواها بمؤضعین كمكة ومنی لایصیر مقیماًاِلَّا أن یبیت بأحدهما۔ (۱۲۱)

یعنی: اگر دوجگہ ٹھہرنے کی نیت کی جیسے مکہ اور منیٰ تو مقیم نہ ہوگا مگر یہ کہ ان دونوں سے ایک جگہ رات گزارے۔

۱۱۸۔ المحیط البرهانی كتاب الصلاة الفصل الثانی والعشرون فلاة السفر،۲/۳۹۱،۳۹۲

۱۱۹۔ المحیط البرهانی كتاب الصلاة الفصل الثانی والعشرون فلاة السفر، ۲/۳۹۱، ۳۹۲

۱۲۰۔ خلاصة الفتاوی،كتاب الصلاة،الفصل الثانی والعشرون فی صلاة المسافر، ۱/۹۹

۱۲۱۔ ملتقی الأبحر مع شرحه كتاب الصلاة،باب المسافر،۱/۲۴۰

علامہ شیخ ابراھیم حلبی دوسری جگہ لکھتے ہیں:

وكذا ان نوی خمسة عشر یوماً لكن مؤضعین لایصیر مقیماً (۱۲۲)

یعنی: اور اسی طرح اگر پندرہ دن کی نیت کی لیکن دوجگہوں پر تو مقیم نہ ہوگا۔

لہٰذا دوجگہ اقامت کی نیت ہی درست نہیں ہے چنانچہ علامہ عبداللہ بن محمود موصلی حنفی متوفیٰ ۶۸۳ھ لکھتے ہیں:

ولونوی أن یُقیم بمؤضعین لایصحّ۔ (۱۲۳)

یعنی: اگر نیت کی کہ دوجگہوں پر ٹھہرے گا تو (یہ نیت اقامت) درست نہیں۔

کیونکہ اگر دوجگہ کی نیت درست ہوجائے تو دو سے زیادہ جگہ کی نیت بھی درست ہونی چاہیئے چنانچہ علامہ موصلی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

إذ لوصحّ فی مؤضعین لصحّ فی أكثر وأنه ممتنع۔ (۱۲۴)

یعنی: کیونکہ دو جگہ نیت درست ہوجائے تو کئی جگہوں پر (ٹھہرنے کی نیت) درست ہوجائے گی حالانکہ یہ ممنوع ہے۔

اور دوجگہ اقامت کے درست ہونے کی ایک صورت ہے جو کُتُبِ فقہ میں مذکور ہے،مگر وہ صورت یہاں موجود نہیں ہے۔

واللّٰه تعالی أعلم بالصواب

یوم الجمعة، ۱۶ ذوالحجة ۱۴۳۷ھ۔ ۱۷ سبتمبر۲۰۱۶م F-990

۱۲۲۔ حلبی كبیر،الصلاة،فصل فی صلاة المسافر،ثم المسافر،۶۳۹

۱۲۳۔ المختار الفتوی مع شرحه للمصنف،كتاب الصلاة،باب صلاة المسافر،۱/۱۰۷

۱۲۴۔ الإختیار لتعلیل المختار،كتاب الصلاة،باب صلاة المسافر،۱/۱۰۷

متفرق

تلبیہ کہنے والے کو سلام کرنا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کہ ہم نے پڑھا ہے احرام کے بعد تلبیہ کی کثرت کی جائے جب کوئی تلبیہ پڑھ رہا ہو تو اسے سلام کرنا کیسا ہے اور اگر سلام کیا جائے تو تلبیہ کہنے والا جواب دے یا نہ دے؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں حکم یہ ہے کہ جب کوئی تلبیہ کہہ رہا ہو تو اُسے سلام نہ کیا جائے چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبد اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:

و یکرہ لغیرہ أن یسلّم علیه (۱۲۵)

یعنی، غیر کے لئے مکروہ ہے کہ اُسے سلام کرے۔

کراہت تب ہے جب تلبیہ بآواز بلند پڑھ رہا ہو چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

حال تلبیته جهراً (۱۲٦)

یعنی، اُس کے جہراً تلبیہ پڑھنے کی حالت میں۔

اور شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

ومکروہ است مرغیروی را کہ سلام گوید بروی (۱۲۷)

یعنی، غیر کے لیے مکروہ ہے کہ وہ تلبیہ کہنے والے کو سلام کہے۔

۱۲۵۔ لباب المناسك، باب الإحرام، فصل و شرط التلبية إلخ ص ۱٤٤
۱۲٦۔ المسلك المقسط فی المسك المتوسط باب الإحرام، فصل: و شرط التلبية، ص ۱٤٤
۱۲۷۔ حیات القلوب فی زیارت المحبوب: باب اول در بیان احرام، فصل چہارم در بیان کیفیت احرام، ص۸۰

اور اگر سلام کہہ دیا تو اسے جواب دینا لازم ہوگا، چنانچہ مخدوم ہاشم ٹھٹوی لکھتے ہیں:

و اگر گفت لازم گردد جواب او علی اظہر (۱۲۸)

یعنی، پس اگر سلام کیا تو اظہر قول کے مطابق جواب دینا ہوگا۔

اور مُلّا علی قاری لکھتے ہیں:

هل یستحق الجواب حینئذٍ؟ الأظهر نعم (۱۲۹)

یعنی، اس وقت جواب دینا واجب ہے؟ اظہر ہے کہ ہاں۔

اور اُسے اختیار ہے کہ چاہے تلبیہ چھوڑ کر درمیان میں جواب دے یا فراغت کے بعد دے بس یہ ہو کہ سلام کرنے والے کے جانے سے قبل جواب دے دے چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی اور ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

ولو ردّ السلام فی خلالها جاز یعنی و جاز أن لا یردّ فی خلالها بل یؤخّره حتی یردّ بعد فراغها، ان لم یفته الجواب بالتأخیر عنها (۱۳۰)

یعنی، اگر بیچ میں سلام کا جواب دیا تو جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ بیچ میں جواب نہ دے بلکہ مؤخّر کرے، فراغت کے بعد جواب دے اگر فراغت کے بعد تک تاخیر سے جواب فوت نہ ہو۔

اور شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی لکھتے ہیں:

پس جائز است کہ رد سلام کند در اثناء تلبیہ، جائز است کہ تاخیر کند ردّ آن تا فراغ اُز تلبیہ اگر داند کہ سلام گوینده تا فراغ او مفارق نہ خواہد شُد (۱۳۱)

یعنی، جائز ہے کہ دوران تلبیہ سلام کا جواب دے، اور جائز ہے کہ اسے جواب دینے میں تلبیہ سے فراغت تک تاخیر کرے اگر وہ جانتا ہے کہ سلام

۱۲۸۔ حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب باب اول در بیان احرام، فصل چہارم در بیان کیفیت احرام، ص۸۰
۱۲۹۔ المسلك المقسط فی المسك الموسط باب الإحرام، فصل: و شرط التلبیه إلخ، ص ۱٤٤
۱۳۰۔ لباب المناسك و شرحه، باب الإحرام، فصل: و شرط التلبیه، ص۱٤٤
۱۳۱۔ حیات القلوب فی زیارت المحبوب، باب اول در بیان احرام، فصل چہارم در بیان کیفیت احرام۸۰

کرنے والا اُس کے فارغ ہونے تک جدا نہ ہوگا۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ۸ ذوالحجۃ ۱۴۳۷ھـ ۹ سبتمبر ۲۰۱۶م 991-F

دم کے ذبح شدہ جانور فقراء سے خریدنا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ اکثر دم کے جانور ذبح کئے جاتے ہیں تو وہاں موجود فقراء اُن سے لے لیتے ہیں، مگر بعض گروپس کے آرگنائزر اُن فقراء سے اسے کم قیمت میں خرید لیتے ہیں اور حاجیوں کو کھلاتے ہیں کیا اُن فقراء کا بیچنا اور گروپ آرگنائزر کا خریدنا اور حاجیوں کا کھانا جائز ہے؟

(السائل: محمد عرفان ضیائی، میٹھادر، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: دمِ جبر کا دم دینے والے کو کھانا جائز نہیں، دم دینے والا اگرچہ فقیر ہو، دَم دینے والا ذبح شُدہ جانور کا اگر کسی فقیر کو مالک بنا دے اور فقیر اسے لے لے تو وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے، اب اُسے جائز ہے کہ وہ اسے خود کھائے یا کسی فقیر یا غنی کو کھلائے، چنانچہ علاّمہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملاّ علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

کلّ دم وجب جبراً لا یجوز له الأکل منه ولا الأغنیاء إلّا إذا أعطاهم الفقراء تملیکاً لا إباحةً (۱۳۲)

یعنی، ہر دمِ جو جبراً واجب ہو اُس کا کھانا دم دینے والے کے لئے جائز نہیں، نہ اغنیاء کے لئے مگر یہ کہ جب وہ فقراء تملیکاً اُن (اغنیاء) کو دے دیں (تو جائز ہے) نہ کہ اباحۃً۔

کھلانا جائز ہے اسی طرح غنی وغیر غنی سب کو بیچنا بھی جائز ہوگا۔ جیسے زکوۃ میں نکالا گیا مال جب کسی فقیر کو دے دیا جائے اور وہ اس کا مالک ہو جائے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ

۱۳۲۔ لباب المناسك و شرح المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الهدایا، ص ۶۶۵

اُسے خود استعمال کرے یا ہبہ کرے یا بیچے، میّت کو کفن دے، یا میّت کے قرض میں دے، یا مسجد کی تعمیر میں صرف کرے، یا اُس سے غلام آزاد کرے فقیر کے قبضہ میں آنے سے قبل زکوٰۃ کے مال سے نہ کفنِ میّت جائز تھا اور نہ ہی اُس کا قرض ادا کرنا اور نہ یہ مال تعمیرِ مسجد میں صرف ہو سکتا تھا اور نہ ہی غلام کی آزادی میں۔ چنانچہ علاّمہ عثمان بن علی زیلعی حنفی متوفی ۷۴۳ھ لکھتے ہیں:

والحیلة فی هذه الأشیاء أن یتصدّق بها علی الفقیر، ثم یأمره أن یفعل هذه الأشیاء، فیحصل له ثواب الصدقة ویحصل للفقیر ثواب هذه القُرب (۱۳۳)

یعنی، ان اشیاء میں حیلہ یہ ہے کہ مالِ زکوٰۃ کو فقیر پر صدقہ کیا جائے پھر اُسے ان کاموں کے کرنے کا کہا جائے تو مالک کو صدقہ کا ثواب اور فقیر کو اُن نیک اُمور میں خرچ کرنے کا ثواب ملے گا۔

اِس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ فقیر کو دینے سے قبل زکوٰۃ تھی اُس کی ملک میں آنے کے بعد اب زکوٰۃ نہ رہی تبھی تو اُن اُمور میں اُسے خرچ کرنا جائز ہو جو اِس سے قبل جائز نہ تھا۔ اِسی طرح دمِ جبر کا جانور ذبح ہونے کے بعد فقیر کی ملک میں آ گیا اب یہ دمِ جبر کا جانور نہ رہا کہ پہلے اس جانور سے کھانا جن جن کو ممنوع تھا اب وہ ممنوع نہ رہا اب فقیر چاہے خود کھائے یا ہبہ کر دے یا کسی کو بیچ دے، جب بیچنا جائز ہے تو خریدنا بھی جائز ہوا۔

باقی رہا قیمت کا کم ہونا تو قیمت کا معاملہ بیع وشراء کرنے والوں پر موقوف ہوتا ہے جب بیچنے والا اس قیمت میں بیچنے پر راضی اور خریدنے والا اس قیمت میں لینے پر راضی تو شرع اس سے منع نہیں کرتی۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم السبت، ۲۴ ذوالحجۃ ۱۴۳۷ھـ ۲۵ سبتمبر ۲۰۱۶م 992-F

۱۳۳۔ تبیین الحقائق، کتاب الزکوٰۃ، باب المصرف، تحت قوله: وشراء قنّ یعتق، ۱۲۱/۲

حرم کی ایک نیکی لاکھ نیکیوں کے برابر ہے

استفتاء: کیا حرم میں ایک نیکی کا ثواب لاکھ نیکی کے برابر ہے اور ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ صرف فرض نمازوں کے ساتھ خاص ہے یا نوافل کے لئے بھی؟ آیا یہ ثواب عورتوں کو بھی ملے گا یا صرف مردوں کو ہے؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسؤلہ میں حرم میں ایک نیکی لاکھ نیکیوں کے برابر ہے اور یہ نیکی تمام نیکیوں کو شامل ہے، صرف فرض کے ساتھ خاص نہیں ہے اور مرد حضرات مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں گے تو اس کا زیادہ ثواب ہے اور عورت کے لیے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

حرم کی ایک نیکی لاکھ نیکیوں کے برابر ہے امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیساپوری متوفی ۴۰۵ھ سے روایت ہے:

”عَنْ زَاذَانَ، قَالَ:مَرِضَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَرَضًا شَدِيدًا، فَدَعَا وَلَدَهُ فَجَمَعَهُمْ فَقَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَنْ حَجَّ مِنْ مَكَّةَ مَاشِيًا حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى مَكَّةَ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ سَبْعَ مِائَةِ حَسَنَةٍ، كُلُّ حَسَنَةٍ مِثْلُ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ قِيلَ:وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ؟ قَالَ:بِكُلِّ حَسَنَةٍ مِائَةُ أَلْفِ حَسَنَةٍ۔هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ۔ (١٣٤)

یعنی، زاذان سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سخت بیمار ہوئے، آپ نے اپنی اولاد کو بلوایا۔ آپ نے ان کو جمع کیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ”جس

١٣٤ـ المستدرك على الصحيحين، كتاب المناسك،فضيلة الحج ماشياً،برقم: ١٧٣٥، ١١٤/٢

نے مکہ مکرمہ سے پیدل حج کیا یہاں تک کہ وہ مکہ مکرمہ واپس آئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ہر قدم کے بدلے سات سو نیکیاں لکھ دیں اور ہر نیکی حرم کی نیکیوں کی مثل ہے۔“ عرض کیا گیا کہ حرم کی نیکی کیا ہے؟ فرمایا: ہر نیکی کے بدلے ایک لاکھ نیکیاں ہیں۔

امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین (امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ تعالی) نے اس کو روایت نہیں کیا ہے۔

اور امام حافظ ابو قاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ زَاذَانَ قَالَ:مَرِضَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَرْضَةً ثَقُلَ مِنْهَا، فَجَمَعَ إِلَيْهِ بَنِيهِ وَأَهْلَهُ، فَقَالَ :إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : مَنْ حَجَّ مِنْ مَكَّةَ مَاشِيًا، حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْهَا، فَلَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ سَبْعُ مِائَةِ حَسَنَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ ، فَقَالَ رَجُلٌ :وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ :كُلُّ حَسَنَةٍ مِنْهَا أَلْفُ حَسَنَةٍ۔“ (١٣٥)

یعنی:”زاذان سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما علیل ہوئے جس سے آپ کو تکلیف ہوتی تھی تو آپ نے اپنے بیٹوں اور اپنے اہل کو اپنے پاس جمع فرمایا اور فرمایا بے شک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس نے مکہ مکرمہ سے پیدل حج کیا یہاں تک وہ مکہ مکرمہ واپس آئے، تو اس کے لئے ہر قدم پر حرم کی نیکیوں سے سات سو نیکیاں ہیں تو اس ایک شخص نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! حرم کی نیکیاں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا: اس کی (یعنی حرم کی) ہر نیکی ایک لاکھ نیکی ہے۔

اور علامہ ملاّ علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

”وَرَدَ أَنَّ حَسَنَةَ الْحَرَمِ مُطْلَقًا بِمِائَةِ أَلْفٍ، لَكِنَّ الصَّلَاةَ فِي مَسْجِدِ

١٣٥ـ المعجم الأوسط، باب: من اسمه إبراهيم، برقم: ٢٦٧٥، ١٠٦/٢

الْجَمَاعَةِ تَزِيدُ عَلَى ذَلِكَ، وَلِذَا قِيلَ :بِمِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ فِي مَسْجِدِي، وَلَمْ يَقُلْ حَسَنَةً .وَصَلَاةٌ فِي مَسْجِدِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَلْفِ صَلَاةٍ، كُلُّ صَلَاةٍ بِعَشْرِ حَسَنَاتٍ، فَتَكُونُ الصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِعَشَرَةِ آلَافِ حَسَنَةٍ (١٣٦)

یعنی، حرم کی ہر نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے لیکن مسجدِ جماعت میں نماز ثواب اور بڑھ کر ہے۔ اسی وجہ سے آپ علیہ الصّلاۃ والسّلام نے ”صَلَاۃ فِی مَسْجِدِی“ (میری مسجد میں نماز) کے الفاظ استعمال فرمائے اور مطلقاً ”حَسَنَۃً“ (نیکی) کا لفظ استعمال نہیں فرمائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں ایک نماز ہزار نمازوں کے برابر ہے، ہر نماز کا ثواب دس گُنا ہوا، تو نبی کریم علیہ الصّلاۃ والسّلام کی مسجد میں ایک نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہیں۔

اور ثواب کا دُگنا ہونا، فرض، نفل اور دیگر طاعات کو شامل ہے، اس بارے قاضیٔ مکۃ المکرّمۃ، امام ابو بقاء محمد بن احمد المکی الحنفی المتوفی ۸۵۴ھ لکھتے ہیں:

فإن قيل:قد جاء عن ابن عباس:أن حسنات الحرم كلّ حسنة بمائة ألف حسنة۔هذا يدلّ على أن المراد بالمسجد الحرام فی فضل تضعيف صلاة الحرم جمعيه،لأنه عمّم التضعيف فی جميع الحرم۔أجاب عنه الشيخ محب الدين الطبری:بأنا نقول بموجب حديث ابن عباس ان حسنة الحرم مطلقاً بمائة ألف،لكن المسجد مخصوص بتضعيف زائد على ذلك۔“ (١٣٧)

یعنی: اگر کہا جائے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو روایت کی گئی ہے کہ ”حرم کی نیکیاں ہر نیکی کے بدلے ایک لاکھ نیکیوں کے برابر

١٣٦۔ مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة، برقم: ٦٩٢، ٢/٣٩٥ تا ٣٩٧

١٣٧۔ البحر العميق، الباب الأول فی الفضائل، فصل :فی المسجد الحرام والصلاة فيه، ١/١٥٢

ہے۔“ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نماز پر کئی گنا ثواب ملنے کی فضیلت میں مسجد حرام سے پورا حرم مراد ہے کیونکہ آپ نے کئی گنا ثواب کو پورے حرم میں عام فرمایا ہے۔

تو شیخ محبّ الدین طبری نے اس کا جواب دیا کہ حدیثِ ابن عباس کے بیان مطابق ہم یہ قول کرتے ہیں کہ حرم کی ہر نیکی، ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے، لیکن مسجد حرام میں اور زیادہ ثواب ملے گا۔

اور علامہ ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ :ثُمَّ الْمُضَاعَفَةُ لَا تَخْتَصُّ بِالْفَرْضِ، بَلْ تَعُمُّ النَّفْلَ أَيْ تَعُمُّ النَّفْلَ أَيْضًا......الْمُضَاعَفَةُ لَا تَخْتَصُّ بِالصَّلَاةِ بَلْ تَعُمُّ سَائِرَ الطَّاعَاتِ، وَبِهِ صَرَّحَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ فَقَالَ: صَوْمُ يَوْمٍ بِمَكَّةَ بِمِائَةِ أَلْفٍ، وَصَدَقَةُ دِرْهَمٍ بِمِائَةِ أَلْفٍ، وَكُلُّ حَسَنَةٍ بِمِائَةِ أَلْفٍ۔ إِنَّ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ كُلُّ حَسَنَةٍ بِمِائَةِ أَلْفِ حَسَنَةٍ .وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ خَبَرَ :مَنْ أَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ بِمَكَّةَ فَصَامَهُ وَقَامَ فِيهِ مَا تَيَسَّرَ كُتِبَ لَهُ مِائَةُ أَلْفِ شَهْرِ رَمَضَانَ فِيمَا سِوَاهُ، وَكُتِبَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ عِتْقُ رَقَبَةٍ، وَفِي كُلِّ يَوْمٍ حِمْلُ فَرَسَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ .وَرَوَى الْبَزَّارُ خَبَرَ: رَمَضَانُ بِمَكَّةَ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ رَمَضَانَ بِغَيْرِ مَكَّةَ ، (١٣٨)

یعنی، علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرّحمۃ نے فرمایا: پھر مضاعفت (ثواب کا دُگنا ہونا) فرض کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ نفل کو بھی شامل ہے...... یہ مضاعفت نماز کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام طاعات کو شامل ہے۔ اسی کی امام حسن بصری علیہ الرحمۃ نے تصریح فرمائی کہ مکہ مکرمہ میں ایک روزہ ایک لاکھ (روزوں) کے برابر ہے، ۔ایک درہم صدقہ ایک لاکھ دراہم صدقہ کرنے کے برابر ہے اور ہر نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے۔ بے شک

١٣٨۔ مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة، برقم: ٦٩٢، ٢/٣٩٥۔٣٩٧

حرم کی ہر نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے اور ابن ماجہ نے حدیث وادر کی کہ جس نے مکہ مکرمہ میں رمضان پایا اس ماہ کے روزے رکھے اور اُس میں جو اُسے میسر آیا اُس نے قیام کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے لئے اُس رمضان کے علاوہ ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھ دیا اور اُس کے لئے ہر دن اور رات میں غلام آزاد کرنا لکھ دیا اور ہر روز اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو گھوڑوں کا بوجھ خرچ کرنا لکھ دیا اور بزاز نے حدیث روایت کی کہ مکہ مکرمہ میں رمضان المبارک، غیرِ مکہ میں ایک لاکھ رمضان سے افضل ہے۔

اور یہ ثواب صرف مردوں کے لئے نہیں ہے بلکہ عورتوں کے لئے بھی ہے کیونکہ احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء آثار صحابہ اور اقوال فقہاء میں مردوں کی تخصیص مذکور نہیں ہے جیسا کہ مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہے، باقی کہیں مردوں کا ذکر آیا ہو یا مذکر کی ضمائر آئی ہوں وہ تغلیب کے باب سے ہیں اس سے مردوں کی تخصیص مراد نہیں ہے۔ یادر ہے ثواب کا تعلق طاعت سے ہے اور احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء میں غور کرنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ منشاءِ رسالت یہ تھا کہ عورتیں گھروں میں نمازیں ادا کریں اس لئے عورت گھر میں نماز ادا کرے گی تو اسے ثواب زیادہ ملے گا کیونکہ اس میں اطاعت شامل ہے جو کہ ثواب میں اصل ہے۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ٢٢ ذوالحجة ١٤٣٧ھ۔ ٢٤ سبتمبر ٢٠١٦م 993-F

مآخذ ومراجع

☆ **الإختيار لتعليل المختار**، للموصلی، الإمام عبد الله بن محمود الحنفی (ت٦٨٣هـ)، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٣هـ۔ ٢٠٠٢م

☆ **إرشاد السّاری** إلی مناسك الملّا علی القاری۔ للمكی، حسين بن محمد سعيد بن عبدالغنی الحنفی (ت١٣٦٦ هـ)، المكتبة الإمدادية، مكة المكرمة، الطّبعة الأولی ١٤٣٠هـ۔ ٢٠٠٩م

☆ **البحر الرّائق** شرح كنز الدّقائق۔ لابن نجيم، زين الدّين بن إبراهيم بن محمد المصری الحنفی (ت٩٧٠هـ)، ضبطه الشّيخ زكريا عميرات، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤١٨هـ۔١٩٩٧م۔

☆ **البحر العميق** فی مناسك المعتمر و الحاجّ إلی بيت الله العتيق، لابن الضّياء، محمد بن أحمد المكی الحنفی (ت٨٥٤هـ)، تحقيق عبداللّٰه نذير أحمد عبدالرحمن مزی، مؤسّسة الريان، بيروت، الطبعة الأولی ١٤٢٧هـ۔ ٢٠٠٦م

☆ **بدائع الصنائع** فی ترتيب الشرائع۔ للكاسانی، علاؤ الدين أبی بكر بن مسعود الحنفی (ت٥٨٧هـ) تحقيق و تعليق علی محمد معوض و عادل أحمد، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولی ١٤١٨هـ۔ ١٩٩٧م

☆ **بداية المبتدی** (متن الهداية)، للمرغينانی، برهان الدين أبی الحسن علی بن أبی بكر الحنفی (ت٥٩٣هـ)، دارالأرقم، بيروت۔

☆ **البداية و النهاية** للدمشقی، عماد الدّين إسماعيل بن عمرابن كثير الشافعی (ت ٧٧٤هـ)، دار الفكر، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٩هـ ۔ ١٩٩٨م

☆ **البناية** شرح الهداية، للعينی، الإمام محمود بن محمد بن موسی المعروف بدرالدّين الحنفی (ت٨٥٥هـ)، تحقيق أيمن صالح شعبان، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٠هـ۔ ٢٠٠٠م۔

☆ **بهار شریعت** لـلأعظمی، محمد أمجد علی صدرالشریعة الحنفی (ت١٣٦٧هـ)، المکتبة المدینة، کراتشی، الطّبعة الأولیٰ ١٤٣٠هـ- ٢٠٠٩م۔

☆ **تبیین المحارم** لـلرومی، العـلامة سـنان الدین یوسف بن عبد الله الأماسی الحنفی، (ت ١٠٠٠هـ) تحقیق أبی الحسن عبد الله بن عبد العزیز الشبراوی الورّاق، دارالرسالة،القاهرة،الطبعة الأولی ١٤٢٢هـ- ٢٠١١م

☆ **تبیین الحقائق** شـرح کـنـزالـدّقـائق، للزّیلعی، الإمام فخرالدِّین عثمان بن علی الـحـنـفـی (ت٧٤٣هــ)، تـحـقیق الشّیخ أحمد عزّوعنایة، دارُالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ١٤٢٠هـ-٢٠٠٠م

☆ **التعریفات الفقهیة** (مـن مـجـمـوعة القواعد الفقهیة الحنفیة) للمفتی عمیم الإحسان المجددی الحنفی، مدنی کتب خانه، کراتشی

☆ **تفسیرات أحمدیة** لملاّ جیون، العلاّمة أحمد بن أبی سعید الجونفوری الحنفی (ت ١١٣٠هـ) مکتبة الإسلامیة، کوئته

☆ **التفسیر الکبیر** لـلرازی، الإمـام فـخر الدین محمد بن عمر بن حسین الشافعی (ت ٦٠٦ هـ)،دار إحیاء التراث العربی،بیروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٠هـ

☆ **تنویرالأبصار** وجـامـع الـبـحـار فی فروع فقه الحنفی (مع شرحه للحصکفی)، للتمرتاشی، العلاّمة محمد بن عبداللّٰه بن أحمد الغزّی الحنفی (ت١٠٠٤هـ)، تـحـقیـق عبـدالـمـنـعـم خـلیـل إبـراهیـم، دارُالـکـتـب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ١٤٢٣هـ-٢٠٠٢م

☆ **جـامع المسانید،** لـلـخـوارزمی، الإمام أبی المؤیّد محمد بن محمود الحنفی (ت ٦٦٥هـ)، دار الکتب العلمیة، بیروت

☆ **الجامع الصحیح**، وهو السنن الترمذی، للإمام أبی عیسی محمد بن عیسی(ت ٢٧٩هــ)، تـحـقیـق مـحـمـود محمد محمود حسن نصّار،دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢١هـ-٢٠٠٠م

☆ **الجامع** لشـعـب الإیـمان، للبیهقی، الإمام أبی بکر أحمد بن الحسین الشّافعی (ت٤٥٨هـ)، تـحـقیـق الـدّکـتـور عبدالعلی عبدالمجید حامد، مکتبة الرُّشد، الرّیاض، الطّبعة الأولیٰ١٤٢٣هـ-٢٠٠٣م

☆ **جمع المناسك** و نـفـع النّاسك المعروف بالمنسك الکبیر، للإمام رحمت الله بن القاضی عبد الله السّندی الحنفی (ت ٩٩٣هـ)، أفغانستان۔

☆ **جمع المناسك** و نـفـع النّاسك المعروف بالمنسك الکبیر، للإمام رحمت الله بـن الـقـاضـی عبـد الـلـه السّـنـدی الحنفی (ت ٩٩٣هـ)،المطبعة المحمودیة بالقسطنطنیة ١٢٨٩هـ

☆ **الـجوهرة النیّرة** ، لـلـحـدّادی، الـعلامة علی بن أبی بکر الحنفی (ت٨٠٠هـ)، دارُالکتب العلمیّة، بیروت

☆ **حـاشیة صالح الحبّاب** عـلی شرح المنسك (أی علی **الـمسلك المتقسط** فی المنسك المتوسّط) للعلاّمة صالح الحباب الحنفی ، مخطوط مصوّر

☆ **حـاشیة الطّحطاوی** عـلـی مـراقـی الفلاح، للعلاّمة أبی جعفر أحمد بن محمد الـحـنـفـی (ت١٢٣١هـ)، ضبطه وصحّحه الشّیخ محمد عبدالعزیز الخالدی، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ١٤١٨هـ-١٩٩٧م

☆ **حـاشیةُ الطّحطاوی** عـلـی الـدّرالـمـختار، للعلامة أبی جعفر أحمد بن محمد الحنفی (ت١٢٣١هـ)، دارُالمعرفة، بیروت١٣٩٥هـ-١٩٧٥م

☆ **الحج**، للعلامة محمد سلیمان أشرف الحنفی، قطب مدینه پبلشرز، کراتشی

☆ **حلبة المجلی** لإبـن أمیـر الحاج ، العلاّمة شمس الدین محمد بن محمد الحنفی (ت ٨٧٩ هـ)، ،دار الکتب العلمیة، بیروت ، الطّبعة الأولیٰ ١٤٣٦هـ- ٢٠١٥م

☆ **حیـاة القلوب** فـی زیـارة الـمـحـبـوب۔ للسّندی، المخدوم محمد هاشم بن عبـدالـغـفورالحارثی التتوی الحنفی (ت١١٧٤هـ)، إدارة المعارف، کراتشی ١٣٩١هـ

☆ **خزانة الأكمل** لـلـجـرجانی، العلامة أبی یعقوب یوسف بن علی الحنفی (ت ٥٢٢هـ)، تحقیق أحمد خلیل إبراهیم، ،دار الکتب العلمیة، بیروت ، الطّبعة الأولیٰ ١٤٣٦هـ ـ ٢٠١٥م

☆ **خَزَائِنُ العِرفان**، لـصدر الأفاضل، السّیّد محمد نعیم الدّین الحنفی (ت ١٣٦٧ هـ)، المکتبة الرّضویة، کراتشی

☆ **خلاصة الفتاوی** لـلبـخاری، الإمام إفتخارالدّین طاهر بن أحمد بن عبدالرّشید الحنفی (ت٥٤٢هـ)، مکتبة رشیدیة، کوئته۔

☆ **الدرر الحکّام** فی شرح غرر الأحکام، لملا خِسرَو، القاضی محمد بن فرموز الحنفی (ت ٨٨٥هـ)، مطبعة أحمد کامل الکائنة فی دار السّعادة، طبع فی سنة ١٣٢٩هـ

☆ **الدُّرُّ المختار** (شرح تنویر الأبصار)۔ للحصکفی، علاؤ الدین محمد بن علی الحصنی الحنفی (ت١٠٨٨هـ) تحقیق عبدالمنعم خلیل إبراهیم، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولی ١٤٢٣هـ ـ ٢٠٠٢م

☆ **الدُّرُّالمنتقی** فی شرح الملتقی، (مع مجمع الأنهر)، للحصکفی، العلامة علاؤالدین محمد بن علی الحصنی الحنفی، (ت١٠٨٨هـ)، دارُالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ١٤١٩هـ۔١٩٩٨م

☆ **ردّ المحتار** علی الدُّرّ المختار۔ للشّامی، محمد أمین بن عمر ابن العابدین الحنفی، تحقیق عبدالمجید طعمه الحلبی (ت١٢٥٢هـ)، دار المعرفة ، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢٠هـ ـ ٢٠٠٠م

☆ **سُنَن ابن ماجة** ، لـلإمام أبی عبدالله محمد بن یزید القزوینی (ت٢٧٣/٢٧٥هـ)، تحقیق محمود محمد محمود حسن نصّار، دارُالکتب العلمیّة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ١٤١٩هـ۔١٩٩٨م

☆ سنن الترمذی = الجامع الصحیح

☆ **سُنَن أبی داؤد** لـلإمام سلیمان بن أشعث السّجستانی (ت٢٧٥هـ)، تعلیق عبید الدّعاس وعادل السّید، دارإبن حزم، بیروت، الطّبعة الأولیٰ١٤١٨هـ۔١٩٩٧م

☆ **السّنن الکبری** للبیهقی، الإمام أبی بکر أحمد بن حسین بن علی (ت ٤٥٨هـ)، تحقیق محمد عبد القادر عطاء، الطّبعة ١٤٢٠هـ ـ ١٩٩٩م

☆ **سُنَنَ الدَّارقُطنی**، للإمام علی بن عمر البغدادی (ت ٣٨٠هـ)، تعلیق مجدی بن منصور، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤١٧هـ ـ ١٩٩٦م

☆ **سُنَن النّسائی** لـلإمام أبی عبدالرّحمٰن أحمد بن شعیب الخراسانی (ت٣٠٣هـ)، ضبط وتوثیق صدقی جمیل العطّار، دارالفکر، بیروت، ١٤١٩هـ۔١٩٩٩م

☆ **الشافی** فی شرح مسند الشافعی لابن الأثیر، العلامة مجدد الدین أبی السعادة المبارك بن محمد بن عبد الکریم الجزری (ت ٦٠٦ هـ)، تحقیق عامر عبد الباسط الجزّار، دار الکلمة، مصر ، الطبعة الأولی ١٤٢٩هـ ـ ٢٠٠٨م

☆ **شرح تحفة الملوك** لابن ملك، الإمام الفقیه محمد بن عبد اللطیف الحنفی، تحقیق عبد المجید بن عبد الرحمن الدرویش، المکتبة القدس

☆ **شرح الوقایة** مع عمدة الرّعایة، للمحبوبی، الصدر الشّریعة الأصغر عبید الله بن مسعود (ت ٧٥٠هـ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولی ٢٠٠٩م

☆ **صحیح البخاری** ، لـلإمام محمد بن إسماعیل الجُعفی (ت٢٥٦هـ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤١٩هـ ـ ١٩٩٨م

☆ **صحیح مسلم**، لـلإمام مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری (ت ٢٦١ هـ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢١هـ ـ ٢٠٠١م

☆ **عُمدةُ القاری** شرح صحیح البخاری، للعینی، الإمام محمود بن محمد بن موسی المعروف ببدرالدّین الحنفی (ت٨٥٥هـ)، دارُالفکر، بیروت، الطّبعة الأولیٰ١٤١٨هـ۔١٩٩٨م

☆ **غایة البیان** ونادرة الأقران، (وهو شرح علی الهدایة)، للإتقانی، الإمام قوام

الدّين أمير كاتب بن أمير عمرالحنفى (ت٧٥٨هـ)، مخطوط مصوّر

☆ **غنية ذوى الأحكام** فى بُغية دُرَرِ الحُكَّام، للشرنبلالى، العلامة أبى الإخلاص حسن بن عمَّار الحنفى (ت١٠٦٩هـ)، مطبعة أحمد كامل الكائنة فى دارالسّعادة١٣٢٩هـ

☆ **غنيية المستملى** شرح منية المصلى (حلبى كبير) للعلّامة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحنفى (ت٩٥٦هـ)، سهيل أكادمى، لاهور

☆ **غُنية النّاسك** فى بُغيةُ المناسك، للعلامة محمد حسن شاه، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراتشى، الطّبعة الأولىٰ١٤١٧هـ

☆ **الفتاوى التّاتارخانية**، للعلامة عالم بن علاء الأنصارى الأندريتى الدّهلوى الحنفى (ت٧٨٦هـ)، تحقيق القاضى سجاد حسين، دار احياء التّراث العربى، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤٢٥هـ ٢٠٠٤م

☆ **الفتاوى الرضوية** للإمام أهل السنّة، الإمام أحمد رضا الحنفى(ت ١٣٤٠هـ)، رضا فاؤنڈيشن لاهور،١٤٢٣هـ ـ٢٠٠٣م

☆ **الفتاوى الظّهيريّة**، للإمام ظهير الدِّين أبى بكر محمد بن أحمد البخارى الحنفى (ت٦١٩هـ)، مخطوط مصوّر، المخزون فى دارِ الكتب لجمعيّة إشاعة أهل السنّة، ميتهادر، كراتشى

☆ **فتاوى قاضيخان** (على هامش الهندية)، للأوزجندى، للإمام حسن بن منصور الحنفى (ت ٥٩٢هـ)، دار المعرفة، بيروت، الطّبعة الثالثة ١٣٩٣هـ ١٩٧٣م

☆ **فتاوى قاضيخان**، للأوزجندى، للإمام حسن بن منصور الحنفى (ت ٥٩٢هـ)، دار الفكر، بيروت، الطّبعة الأولى١٤٢٩هـ ٢٠٠٠م

☆ **الفتاوىٰ الهندية** ـ المسمّاة الفتاوى العالمكيرية، للشّيخ نظام (ت١١٦١هـ)، وجماعة من علماء الهند، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٣هـ ١٩٧٣م

☆ **فتاوى يورب** للمفتى عبد الواحد القادرى الحنفى، سبير برادرز، لاهور

☆ **فتح الرحمانى** فى فتاوى السيد ثابت أبى المعالى، مكتبة القُدس، كوئتة

☆ **فتح القدير** لابن الهمام، كمال الدين محمد بن عبدالواحد الحنفى (ت٨٦١هـ)، داراحياء التّراث العربى، بيروت

☆ **فتح المعين** على شرح الكنز لمنلا مسكين، للعلامة السيد محمد أبى السعود الحنفى، مكتبة العجائب لزخز العلوم، كوئتة

☆ **الكافى**، للحاكم الشهيد مع شرحه للسرخسى الإمام أبى الفضل محمد بن محمد بن أحمد المروزى الحنفى (ت٣٤٤هـ)، تحقيق أبى عبد الله محمد حسن محمد حسن إسماعيل الشافعى، مكتبه رشيديه، كوئته

☆ **كتاب الآثار** لأبى يوسف، الإمام الجليل النبيل قاضى القضاة يعقوب بن إبراهيم الأنصارى الحنفى (ت ١٨٢هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ **كتاب الآثار** للشيبانى، الإمام الحافظ المجتهد الرّبانى أبى عبد الله محمد بن الحسن الحنفى (ت ١٨٩هـ) ، إدارة القرآن و العلوم الإسلامية، كراتشى، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ

☆ **كنز الإيمان**، للإمام أهل السنّة، الإمام أحمد رضا الحنفى(ت ١٣٤٠هـ)، المكتبة الرضوية، كراتشى

☆ **كنز الدّقائق** (مع شرحه لابن نجيم)للنّسفى، حافظ الدين أبى البركات عبداللّٰه بن محمود بن أحمد الحنفى (ت٧١٠هـ)، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ١٤١٨هـ١٩٩٧م

☆ **كنزالدّقائق**، للنّسفى، حافظ الدين أبى البركات عبداللّٰه بن محمود بن أحمد الحنفى (ت٧١٠هـ)، اعتنى به راشد مصطفى الخليلى، المكتبة العصرية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ١٤٢٥هـ ٢٠٠٥م

☆ **لب لباب المناسك** للقارى (من مجموع رسائله) ، نور الدين على بن محمد

سلطان الهروی الحنفی (ت١٠١٤هـ)، تحقیق ماهر أدیب حبوش، المکتبة المعروفیة، کوئته

☆ لُباب المناسك وعُبَاب المسالك (مع شرحه للقاری)، للإمام رحمة اللّٰه بن عبداللّٰه بن إبراهیم الدّربیلی السِّندی الحنفی (ت٩٩٣هـ)، دارُالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ١٤١٩هـ-١٩٩٨م

☆ لمعات التنقیح فی شرح مشکاة المصابیح للدهلوی، العلاّ مه المحدّث عبد الحق بن سیف الدین البخاری البخاری الحنفی(ت ١٠٥٢هـ) تحقیق الدکتور تقی الدین، مکتبة علوم الإسلامیة، لاهور

☆ المبسوط- للإمام السرخسی، شمس الدین أبو بکر محمد بن أحمد بن أبی سهل الحنفی (ت٤٨٣هـ)، دار الفکر، بیروت، الطّبعة الأولی ١٤٢٠هـ-٢٠٠٠م

☆ مجمع البحرین،لابن الساعاتی، الإمام مظفر الدّین أحمد بن علی بن ثعلب الحنفی (ت٦٩٤هـ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢٦هـ-٢٠٠٥م

☆ المحیط البرهانی لإبن مازة ،الإمام أبی المعالی محمود بن أحمد بن عبدالعزیز البخاری الحنفی (ت ٦١٦هـ)،تحقیق الشیخ احمد عز عنایة،دار إحیاء التراث العربی ،بیروت،الطبعة الأولی ١٤٢٤هـ-٢٠٠٤م

☆ المحیط البرهانی لإبن مازة ،الإمام أبی المعالی محمود بن أحمد بن عبدالعزیز البخاری الحنفی (ت ٦١٦هـ)،إدارةالقرآن والعلوم الإسلامیة ،کراتشی،الطبعة الأولی ١٤٢٤هـ-٢٠٠٤م

☆ المحیط للسرخسی ،الإمام شمس الدین أبو بکر محمد بن أحمد بن أبی سهل الحنفی (ت٤٨٣هـ)،مخطوط مصوّر

☆ المختار الفتوی، للموصلی، الإمام مجدالدّین عبداللّٰه بن محمود الحنفی

(ت٦٨٣هـ)، تحقیق مرکز البحوث والدّراسات، مکتبة نزارمصطفیٰ الباز، مکة المکرمة، الطّبعة الأولیٰ١٤١٨هـ-١٩٩٧م

☆ مختصرالقدوری فی فقه الحنفی، للإمام أبی الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادی الحنفی(ت٤٢٨هـ)، تحقیق الشّیخ محمد محمد کامل عویضة، دارُالکتب العلمیّة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ١٤١٨هـ- ١٩٩٧م

☆ مراقی الفلاح فی شرح نور الإیضاح، للشرنبلالی، العلامة حسن بن عمار الحنفی (١٠٦٩هـ)، مکتبة مرزوق، دمشق

☆ مرقاة المفاتیح للقاری، نور الدین علی بن محمد سلطان الهروی الحنفی (ت١٠١٤هـ)،دار الکتب العلمیة، بیروت ، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م

☆ المسالك فی المناسك، للکرمانی، أبی منصور محمد بن مکرّم بن شعبان الحنفی (ت٥٩٧هـ)، تحقیق الدکتور سعود بن إبراهیم، دار البشائر الإسلامیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م

☆ المستدرك علی الصحیحین- للحاکم، أبی عبدالله النیسابوری (ت٤٠٥هـ)، دار المعرفة، بیروت، الطبعة الثانیة ١٤٢٧هـ- ٢٠٠٦م

☆ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسّط، للقاری، نور الدین علی بن محمد سلطان الهروی الحنفی (ت١٠١٤هـ)، محقّق محمد طلحه بلال أحمد مینار، المکتبة الإمدادیة، مکة المکرمة، الطّبعة الأولیٰ ١٤٣٠هـ- ٢٠٠٩م

☆ المسند، للإمام أحمد بن حنبل الشیبانی (ت٢٤١هـ)، المکتب الإسلامی، بیروت

☆ المصنَّف لابن أبی شیبة، الإمام أبی بکر عبداللّٰه بن محمد العبسی الکوفی (ت٢٣٥هـ)، تحقیق محمد عوّامة، دارقرطبة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ١٤٢٧هـ-٢٠٠٦م

☆ المعجم الأوسط - للطبرانی أبی القاسم سلیمان بن أحمد (ت٣٦٠هـ)

تحقیق محمد حسن محمد حسن إسماعیل الشافعی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢٠هـ ١٩٩١م

☆ **ملتقی الأبحر** (مع شرحه) للحلبی، العلّامة إبراهیم بن محمد بن إبراهیم الحنفی (ت٩٥٦هـ)، دارالبیروتی،دمشق،الطبعة الثانیة ١٤٢٦هـ-٢٠٠٥م

☆ **المنسك الصغیر** مع شرحه (من مجموع رسائل الملا القاری) ، للإمام رحمة اللّٰه بن عبداللّٰه بن إبراهیم الدّربیلی السِّندی الحنفی (ت٩٩٣هـ)، تحقیق ماهر أدیب حبوش، المکتبة المعروفیة، کوئته

☆ **نور الإیضاح** ، للشرنبلالی، العلامة حسن بن عمار الحنفی (١٠٦٩هـ)، مکتبة المدینة،کراتشی

☆ **وقایة الروایة**، (و شرح الوقایة مع عمدة الرّعایة) للمحبوبی، الإمام تاج الشّریعة محمود بن صدر الشریعة الحنفی (٦٠٦هـ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ٢٠٠٩م

☆ **الهدایة** شرح بدایة المبتدی للمرغینانی- برهان الدین أبی الحسن علی بن أبی بکر الحنفی (ت٥٩٣هـ)، دار الارقم، بیروت